ہفت روزہ
خدام الدین لاہور
بیادگار
شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی
شیرانوالہ دروازہ لاہور
۱۲ مارچ ۱۹۶۵ء
۸ ذیقعد ۱۳۸۴ھ
یکے از مطبوعات انجمن خدام الدین ۞ لاہور

ایڈیٹر
مناظر حسین نظر
ٹیلیفون:- ۶۷۵۴۵

خدام الدین لاہور

سالانہ
گیارہ روپے
ششماہی:- چھ روپے

جلد ۱۰ | ۸ ذیقعد ۱۳۸۴ھ بمطابق ۱۲ مارچ ۱۹۶۵ء بروز جمعۃ المبارک | شمارہ ۴۳

ملک کی عظمت

ہمیں خدام الدین کے کسی قاری نے روزنامہ "کوہستان" مورخہ ۱۵ فروری ۱۹۶۵ء کا ایک تراشا ارسال فرمایا ہے جس پر الحمرا (آرٹ کونسل) لاہور میں منعقد ہونے والے ایک ثقافتی شو کی تصویر چھپی ہوئی ہے۔ تصویر میں ایک نوجوان رقاصہ لباس فاخرہ میں ملبوس اپنے جسم کے مختلف زاویے بنا کر حاضرین سے داد تحسین وصول کر رہی ہے۔ پہلی قطار میں ایک مہمان سربراہ مملکت، عمائدین مملکت خدا داد پاکستان کے جلو میں بیٹھے رقاصہ کو داد رقص دے رہے ہیں۔

ہمیں اس بات سے قطعی حیرت نہیں ہوئی کہ رقاصہ نے رقص کیوں کیا اور عمائدین سلطنت نے ثقافتی شو کے نام پر رچائے گئے اس ڈرامے میں کیوں شرکت کی؟ کیونکہ یہ کوئی نئی بات نہیں آجکل کی اونچی سوسائٹی کا معمول اور مغربی تہذیب کا جزو لاینفک ہے لیکن اس بات کا افسوس اور رنج ضرور ہوا اور ندامت سے ہماری گردن جھک گئی کہ ایک اسلامی مملکت کے ارباب بست وکشاد نے ایک معزز مہمان کی تفریح طبع کا یہ ذریعہ کیوں تجویز کیا؟ کیا اس سے اسلامی تہذیب کا کوئی پہلو اجاگر ہوا؟ اسلامی مملکت کی کوئی خدمت ہوئی؟ دین حق کا کوئی فریضہ سرانجام پاگیا؟ مملکت خداداد پاکستان کا وقار دنیا کی نگاہوں میں بلند ہوگیا؟ یا ہمارے معزز مہمان نے رقص و سرود کی اس محفل سے محظوظ ہوکر پاکستان کو کوئی جاگیر یا خصوصی رعایت عطا فرما دی؟ آخر اس سے کون سا دنیوی یا دینی فائدہ ہوا؟ مملکت کی عظمت میں اس کی وجہ سے کون سے چار چاند لگ گئے؟ ہمارے خیال میں دینی فائدہ تو ہرگز کوئی نہیں ہوا البتہ نقصان ضرور ہوا ہے اور دنیوی فائدہ بھی بظاہر کوئی نظر نہیں آتا تو پھر اس ڈرامہ رچانے کا حاصل سوائے اس کے کیا ہے کہ اسراف وتبذیر اور لہو و لعب کا شکار ہوکر اللہ رب العزت کی ناراضگی مول لی جائے۔

ہم موجودہ ماحول کو دیکھ کر یہ بات بھی کبھی زبان قلم پر نہ لاتے۔ لیکن اس خیال سے کہ عنداللہ ہمیں شرسار نہ ہونا پڑے اور ہم کتمان حق کے مجرم نہ گردانے جائیں۔ چاروناچار یہ الفاظ ادا کر رہے ہیں۔ مزید برآں یہ مملکت چونکہ اسلام کے نام پر حاصل کی گئی ہے، مسلمانوں کے لئے وجود میں آئی ہے اور اس میں کتاب وسنت کے مطابق قوانین نافذ کرنے کے بے شمار وعدے کئے گئے ہیں۔ چنانچہ ضروری ہے کہ اس سلسلے میں شریعت مطہرہ کے احکام کی نشاندہی کر دی جائے۔ قرآن عزیز میں ارشاد ربانی ہے:-

قُلْ لِلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ وَيَحْفَظُوْا فُرُوْجَهُمْ ط

ترجمہ:- ایمان والوں سے کہہ دو کہ وہ اپنی نگاہ نیچی رکھا کریں اور اپنی شرمگاہوں کو بھی محفوظ رکھیں۔

لیکن ثقافتی شو میں شریک افراد کی تصویر دیکھنے سے صاف پتہ چلتا ہے کہ انہوں نے اپنی نگاہیں رقاصہ کے چہرے پر گاڑی ہوئی ہیں اور ٹک ٹک دیدم دم نہ کشیدم کی تصویر بنے ہوئے ہیں۔ پھر رقص و سرود کس اسلام کی تہذیب ہے۔ قرآن عزیز کے کس حکم سے اس کی سند ملتی ہے۔ حدیث پاک میں کہاں اس کا سنت ہونا ثابت ہے اور کون سے فقیہہ نے اس کے جواز کا فتویٰ دیا ہے؟ اگر نہیں اور یقیناً نہیں تو پھر اسلامی مملکت میں رقص و سرود کی محفلیں، سینما گھر، ڈرامیٹک کلبیں اور اسی قسم کی دوسری ثقافتی سرگرمیاں اسلام کے ساتھ مذاق نہیں تو اور کیا ہیں۔ قرآن عزیز میں واضح طور پر یہ حکم موجود ہے کہ:-

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّشْتَرِيْ لَهْوَ الْحَدِيْثِ لِيُضِلَّ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَّيَتَّخِذَهَا هُزُوًا اُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ٥ (س لقمٰن آیت ۶)

ترجمہ:- اور بعض ایسے آدمی بھی ہیں جو کھیل کی باتوں کے خریدار ہیں تاکہ بن سمجھے اللہ کی راہ سے بہکائیں اور اس کی ہنسی اڑائیں۔ ایسے لوگوں کے لئے ذلت کا عذاب ہے۔

اللھم لا تجعلنا منھم

ہمیں صدارتی انتخابات کے دوران صدر مملکت کے ارشادات سننے اور انتخابات کے بعد اسلامی مشاورتی کونسل کی سفارشات دیکھنے سے یہ آس بندھ گئی تھی کہ شاید اس ملک میں اسلامی قوانین کا نفاذ عمل میں آجائے لیکن یہ حالات دیکھ کر آس کے بجائے یاس کا غلبہ ہو رہا ہے اور یوں دکھائی دیتا ہے کہ شاید اس ملک میں حقیقی اسلام کا سورج کبھی بھی طلوع نہ ہوگا۔ تاہم ظنوا المومنین خیرا کے مصداق ہم پھر بھی توقع رکھتے ہیں کہ ہمارے ارباب اقتدار اپنے مواعید کا پاس کرتے ہوئے ملک میں قانون اسلامی کے نفاذ کی کوشش کریں گے۔

ہماری قطعی رائے ہے کہ ثقافتی شو اور رقص و سرود کی محفلوں کی نمائش سے ملک کی عزت و عظمت میں کوئی اضافہ نہیں ہوتا۔ ملک کی عظمت وطن کے جوان ہیں، ان کے کارنامے ہیں ان کی جانبازی اور فنون سپہ گری میں مہارت کے کرتب ہیں۔ قوت ایمانی ہے، طاقت دفاع ہے، علماء وفضلاء ہیں، ملک کے لہلہاتے ہوئے سبزہ زار اور صنعتی اور زرعی ترقیاتی منصوبے ہیں۔ اور یہی ہمیں غیر ملکی مہمانوں کے سامنے پیش کرنے چاہئیں تاکہ ہماری عظمت کا نقش ان کے دل پر بیٹھ سکے۔

وما علینا الا البلاغ

خطبہ جمعہ یکم ذیقعدہ ۱۳۸۴ھ ۵ مارچ ۱۹۶۵ء

مسلمان

مہر و وفا کا پیکر ہوتا ہے

حضرت مولانا عبید اللہ انور صاحب مدظلہ العالی

الحمد للہ وکفی وسلام علی عبادہ الذین اصطفی اما بعد فاعوذ باللہ من الشیطن الرجیم

بسم اللہ الرحمن الرحیم:-

اِدْفَعْ بِالَّتِیْ ھِیَ اَحْسَنُ فَاِذَا الَّذِیْ بَیْنَکَ وَبَیْنَہٗ عَدَاوَۃٌ کَاَنَّہٗ وَلِیٌّ حَمِیْمٌ

(سورہ حٰم سجدہ آیت ۳۴ پ ۲۴)

ترجمہ:- دفعیہ اس بات سے کیجئے جو اچھی ہو۔ پھر ناگہاں وہ شخص جو تیرے اور اس کے درمیان دشمنی تھی ایسا ہوگا گویا کہ وہ مخلص دوست ہے۔

حاشیہ شیخ الاسلام رح

ایک مومن قانت اور خصوصاً ایک داعی الی اللہ کا مسلک یہ ہونا چاہیئے کہ برائی کا جواب برائی سے نہ دے بلکہ جہاں تک گنجائش ہو برائی کے مقابلہ میں بھلائی سے پیش آئے۔ اگر کوئی اُسے سخت بات کہے یا بُرا معاملہ کرے تو اس کے مقابل وہ طرز اختیار کرنا چاہیئے جو اس سے بہتر ہو، مثلاً غصہ کے جواب میں بُردباری، گالی کے جواب میں تہذیب و شائستگی اور سختی کے مقابلہ میں نرمی اور مہربانی سے پیش آئے۔ اس طرز عمل کے نتیجہ میں تم دیکھ لوگے کہ سخت سے سخت دشمن بھی ڈھیلا پڑ جائے گا اور گو دل سے دوست نہ بنے تاہم ایک وقت آئے گا جب وہ ظاہر میں ایک گہرے اور گرم جوش دوست کی طرح تم سے برتاؤ کرنے لگے گا بلکہ ممکن ہے کہ کچھ دنوں بعد سچے دل سے دوست بن جائے، اور دشمنی و عداوت کے خیالات یکسر قلب سے نکل جائیں۔

کما قال عَسَی اللّٰہُ اَنْ یَّجْعَلَ بَیْنَکُمْ وَبَیْنَ الَّذِیْنَ عَادَیْتُمْ مِّنْھُمْ مَّوَدَّۃً (سورہ ممتحنۃ رکوع ۲)

ہاں کسی شخص کی طبیعت کی افتاد ہی سانپ بچھو کی طرح ہو کہ کوئی نرم خوئی اور خوش اخلاقی اس پر اثر نہ کرے، وہ دوسری بات ہے مگر ایسے افراد بہت کم ہوتے ہیں۔ بہر حال دعوت الی اللہ کے منصب پر فائز ہونے والوں کو بہت زیادہ صبر و استقلال اور حسن خلق کی ضرورت ہے

حاصل یہ نکلا کہ ایک مسلمان اور مومن قانت کو مجسمۂ اخلاق اور صبر کا پہاڑ ہونا چاہیئے، تاکہ وہ اپنے دشمنوں اور بُرے لوگوں کو بھی اپنے اخلاق اور طرز عمل سے متاثر کر سکے اور اسلام کا گرویدہ بنا سکے۔ چنانچہ ظاہر ہے کہ جسے دشمنوں اور بُرے لوگوں سے بھی خوش اخلاقی سے پیش آنے کا حکم ہے وہ اپنوں کے لئے تو سراپا رحمت ہوگا۔ دوسرے الفاظ میں کہا جاسکتا ہے کہ ایک مومن قانت اور مسلمان انسان کو ہر حال میں مہر و وفا اور محبت و شفقت کا پیکر ہونا چاہیئے

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رضی اللہ عنہ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اَلْمُؤْمِنُ مَاْلَفٌ وَلَا خَیْرَ فِیْمَنْ لَّا یَاْلَفُ وَلَا یُؤْلَفُ (رواہ احمد والبیہقی فی شعب الایمان)

ترجمہ:- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مومن تو الفت و محبت کا مرکز ہے اور اس آدمی میں کوئی بھلائی نہیں جو دوسروں سے الفت نہیں کرتا اور دوسرے اس سے الفت نہیں کرتے۔

مطلب صاف ہے کہ مسلمان کو محبت و الفت کا پتلا ہونا چاہیئے یا حسن اخلاق، مروّت، روا داری، مہر و وفا اور صدق و صفا کا پیکر ہونا چاہیئے۔ اگر وہ دوسروں سے محبت و الفت سے پیش آئے گا، حسن کردار کا ثبوت دے گا، تو دوسرے لامحالہ اس سے محبت کا برتاؤ کریں گے اور عقیدت سے پیش آئیں گے۔ یاد رکھئے جس شخص میں حسن اخلاق نہیں اس میں کوئی بھلائی نہیں، وہ کسی صورت میں انسان کہلانے کا مستحق نہیں ہو سکتا اور نہ ہی وہ اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک محبوب و مقرب ہو سکتا ہے کیونکہ صحیحین میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ واضح ارشاد موجود ہے۔

خِیَارُکُمْ اَحَاسِنُکُمْ اَخْلَاقًا

نیک اور بہتر وہ ہے جس کے اخلاق اچھے ہیں۔

قیامت کے دن سب سے زیادہ وزن دار شے

ترمذی اور ابوداؤد نے ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:-

مَا مِنْ شَیْءٍ اَثْقَلُ فِیْ مِیْزَانِ الْمُؤْمِنِ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ مِنْ خُلُقٍ حَسَنٍ وَاِنَّ اللّٰہَ لَیُبْغِضُ الْفَاحِشَ الْبَذِیَّ

ترجمہ:- قیامت کے دن مومن کے ترازو میں سب سے زیادہ وزن دار شے اچھا خلق ہوگا۔ اس سے بڑھ کر اور کوئی شے بھاری نہ ہوگی۔ اللہ تعالیٰ ہر ایک بے حیا، بدزبان سے بغض رکھتا ہے۔

اچھے اخلاق والا قیامت کے دن محبوب ہوگا

ترمذی شریف میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی روایت ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:-

اِنَّ مِنْ اَحَبِّکُمْ اِلَیَّ وَاَقْرَبِکُمْ مِّنِّیْ مَجْلِسًا یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ اَحَاسِنُکُمْ

باقی صفحہ ۱۴ پر

مجلسِ ذکر

۲۹ شوال ۸۴ ۱۳ھ، ۴ مارچ ۱۹۶۵ء، بروز جمعرات

نہایت دانائی اور عمدہ طریقہ سے

دعوتِ الی اللہ دیجئے

از:۔ جانشین شیخ التفسیر حضرت مولانا عبید اللہ انور مدظلہ العالی

مرتبہ:۔ مناظر حسین نظر

الحمد للہ و کفیٰ وسلامٌ علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ امابعد فاعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ لِنْتَ لَهُمْ ۚ وَلَوْ كُنْتَ فَظًّا غَلِيْظَ الْقَلْبِ لَانْفَضُّوْا مِنْ حَوْلِكَ ص (س آل عمران آیت ۱۵۹)

ترجمہ:۔ پھر اللہ کی رحمت سے (اے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم) آپ ان کے لئے نرم ہو گئے اور اگر آپ تند خو اور سخت دل ہوتے تو البتہ آپ کے گرد سے بھاگ جاتے۔

بزرگان محترم!

آیت مذکورہ بالا میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ارشاد فرمایا جا رہا ہے کہ یہ حق تعالیٰ شانہ کی کتنی بڑی رحمت ہے کہ اس نے اپنے پیغمبر کو انتہائی خوش خلق اور نرم خو بنایا ہے۔ اگر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تند خو یا سختی سے پیش آنے والے ہوتے تو قوم آپ کے گرد جمع نہ رہ سکتی۔ کیونکہ آپ جب سختی سے مواخذہ کرتے تو شرم وندامت کے مارے قوم آپ کے پاس بھی نہ پھٹکتی۔ اس طرح تمام کی تمام قوم خیر و برکت سے محروم رہ جاتی، اور اسلامی جمعیت کا شیرازہ بکھر جاتا۔

اندازہ فرمایئے۔ یہ الفاظ رحمتِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں کہے جا رہے ہیں۔ ان کی نرم خوئی، خوش خلقی، حلم اور متانت کی تعریف بارگاہِ رب العزت سے ہو رہی ہے اور ساتھ ہی یہ نشاندہی بھی کی جا رہی ہے کہ اگر آپ حلیم الطبع اور نرم خو نہ ہوتے اور لوگوں سے درشت روئی سے پیش آنے والے ہوتے تو قوم کبھی بھی آپ کے گرد جمع نہ ہوتی۔ لیکن آج کل کے بعض مبلغین ہیں کہ الامان والحفیظ۔ نہ زبان پر کنٹرول ہے نہ اعمال میں ضبط۔ خوش خلقی پاس سے بھی نہیں گزری۔ نرم روئی اور حلم کا نشان بھی ان میں ڈھونڈے سے نہیں ملتا۔ زبان ہے کہ اظہار محبت و شفقت کے بجائے انگارے اگل رہی ہے۔ منہ سے شعلے نکل رہے ہیں۔ خندہ پیشانی نام کو نہیں۔ ماتھے پر غرور اور نخوت اور تکبر کی شکنیں ابھری ہوئی ہیں۔ کبھی کسی مخصوص فرد سے لے دے ہو رہی ہے اور کبھی کسی فرقے کے پیچھے لٹھ لے کر پڑے ہوئے ہیں۔ حالانکہ نہ یہ کوئی اندازِ تبلیغ ہے اور نہ ہی اس سے کوئی فائدہ برآمد ہو سکتا ہے۔ الٹا اس سے نقصان ہی ہوتا ہے۔ مخاطب بجائے ہدایت حاصل کرنے کے معاند بن جاتا ہے اور اچھی بات بھی اس پر اثر انداز نہیں ہوتی۔ وہ سرے سے دین ہی سے برگشتہ ہو جاتا ہے۔ چنانچہ اس طرح نہ تو دین کی کوئی خدمت ہوتی ہے، نہ مخالفینِ دین ہی کو ہدایت نصیب ہوتی ہے اور نہ مبلغ صاحب کی محنت ٹھکانے لگتی ہے۔ اسی لئے قرآن عزیز میں دعوتِ الی اللہ یعنی تبلیغ کے لئے شرط لگائی گئی ہے:۔

اُدْعُ اِلٰى سَبِيْلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ ؕ اِنَّ رَبَّكَ هُوَ اَعْلَمُ بِمَنْ ضَلَّ عَنْ سَبِيْلِهٖ وَهُوَ اَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِيْنَ ۝ (پ۱۴۔ آیت ۱۲۵۔ س نحل)

ترجمہ:۔ اپنے رب کے راستہ کی طرف دانش مندی اور عمدہ نصیحت سے بلا اور ان سے پسندیدہ طریقہ سے بحث کر۔ بے شک تیرا رب خوب جانتا ہے کہ کون اس کی راہ سے بھٹکا ہوا ہے۔ اور ہدایت یافتہ کو بھی خوب جانتا ہے۔

مطلب

صاف ظاہر ہے کہ نہایت دانائی اور عمدہ طریقہ سے دعوت الی اللہ دیجئے اور کسی سے بحث بھی کیجئے تو نہایت احسن طریقہ سے۔ نہ کہ لٹھ لے کر اس کے پیچھے پڑ جایئے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام

اللہ کے برگزیدہ رسول ہیں، جد انبیاء ہیں، موحدِ اعظم ہیں، شرک و کفر کے قاطع ہیں لیکن تبلیغ کا انداز مناظرانہ نہیں حکیمانہ ہے۔ بابل کا یہ طبیبِ حق جب نمرود کے روبرو جاتا ہے تو جھگڑا نہیں کرتا۔ جدل و بحث کا شکار نہیں ہوتا۔ مخالفت سے تند خوئی اور درشتی سے پیش نہیں آتا۔ بلکہ نرم خوئی اختیار کرتا ہے۔ حکمت سے کلام کرتا ہے۔ روئے سخن بدل دیتا ہے اور ایک شفیق طبیب کی طرح نمرود کی بیماری کے لئے یکے بعد دیگرے مختلف نسخے تجویز کرتا ہے تاکہ اسے شفا نصیب ہو جائے۔ خدائی کا جو بھوت اس پر سوار ہے وہ دور ہو جائے اور اسے اپنے عجز اور بندگی کا احساس ہو جائے۔ نتیجتاً وہ مبہوت ہو جاتا ہے، اسے اپنی بیچارگی کا احساس ہو جاتا ہے اور وہ میدان چھوڑ دیتا ہے۔

استقامت کا پہاڑ

پھر دیکھئے کہ جب نمرود صداقت کے مقابلہ میں طاقت استعمال کرتا ہے تو اللہ کا خلیل استقامت کا پہاڑ بن جاتا ہے۔ اپنے جسم کو آگ میں جھونک دیتا ہے مگر ایمان و ایقان اور عقیدۂ توحید پر آنچ نہیں آنے دیتا۔ بالآخر دنیا نے دیکھ لیا کہ نار گلزار ہو گئی، صداقت کے مقابلہ پر طاقت نے شکست کھائی۔ اور اللہ کے ایک برگزیدہ اور محبوب بندے نے اپنے صبر و استقلال اور حکیمانہ و حلیمانہ انداز سے حالات کا رخ پلٹ دیا۔ نتیجہ سامنے ہے۔ نمرود برباد ہو گیا، اس کا کوئی نام لیوا دنیا میں موجود نہیں، لیکن دینِ ابراہیمی آج بھی زندہ ہے،

قیامت تک زندہ رہے گا، اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کو درود و سلام کے ہدیے تا ابد پہنچتے رہیں گے۔

محترم حضرات!

دین سرتاسر رحمت ہے۔ محبت و شفقت کا پیغامبر ہے۔ عدل و انصاف کا گہوارہ ہے۔ اس میں درشتی نام کو بھی نہیں۔ اور بدکلامی، بدخوئی اور عداوت کا تو اس راستہ سے گذر ہی نہیں ہوا۔ چنانچہ اگر ہم بھی اپنے آپ کو دیندار خیال کرتے ہیں، خود کو دین کا نقیب سمجھتے ہیں اور دعوتِ الی اللہ دینے کا شوق ہمارے دلوں میں موجزن ہے تو ہمیں بھی بدکلامی، تندخوئی، درشتی اور ترش روئی سے کنارا کرنا ہوگا اور صلح و آشتی اور محبت و الفت کا پیامبر بننا ہوگا۔ اس کے بغیر دین حق کی صدا ہم دوسروں تک نہیں پہنچا سکتے۔ اور نہ ہی دوسروں کو دین کے قریب لا سکتے ہیں۔

اولیاء کرامؒ کا طرزِ عمل

آپ اللہ والوں کے حالات پڑھئے، دعوتِ الی اللہ دینے والوں کی زندگیوں کا مطالعہ کیجئے تو صاف نظر آئے گا کہ انہوں نے کس طرح اپنے اخلاقِ کریمانہ سے غیر مسلموں کے دل موہ لئے تھے۔ محبت و شفقت سے کس طرح غیروں کے دل رام کر لئے تھے، اور کس طرح لاکھوں انسانوں کو دین خداوندی کی دولت سے بہرہ ور کر دیا تھا۔ علی ہجویریؒ ہوں یا حضرت اجمیریؒ، حضرت دین پوریؒ ہوں یا حضرت امروٹیؒ، سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کا تذکرہ چھیڑیئے یا مجدد الف ثانیؒ کا ذکر کیجئے۔ سب کی زندگیاں آپ کے سامنے ہیں لاکھوں انسان انہوں نے مسلمان کر دیئے۔ بے شمار لوگ ان کے دامن سے وابستہ ہونے کے باعث ولی کامل بن گئے۔ اور کروڑوں افراد آج ان کے جوتوں کے صدقے میں اسلام کی دولتِ لازوال سے مالا مال ہیں۔ آخر ان میں وہ کون سی خصوصیت تھی جس نے لاکھوں بندگانِ خدا کو ان کے گرد جمع کر دیا تھا۔ کیا وہ تیغ آزما تھے؟ جاہ دنیوی اور سلطنت کے مالک تھے؟ نہیں! اور ہر گز نہیں تو پھر ان کے قبضہ میں کون سی قوت تھی، جس نے مخلوقِ خدا کے دلوں کو مسخر کر لیا تھا۔ ہمارے حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ اسلام لوہے کی تلوار سے نہیں پھیلا۔ اخلاق کی تلوار سے پھیلا ہے اور واقعی یہ حقیقت ہے کہ جہاں اسلام تلوار کے زور سے پہنچا وہاں آج اسلام کا نام و نشان بھی موجود نہیں۔ سپین اور غرناطہ اسلام کے مرثیہ خواں ہیں۔ اور الحمراء عبرت کدہ بنا ہوا ہے۔ لیکن جہاں اسلام صوفیاء کے دم قدم سے پہنچا، اخلاق کی تلوار سے جلوہ افروز ہوا۔ وہاں اسلام آج بھی زندہ و تابندہ ہے۔ عام حالات میں بھی یہی دیکھا گیا ہے کہ جہاں اسلام کا پیغام محبت اور نرمی سے پہنچایا گیا، تالیفِ قلوب سے کام لیا گیا، خوش اخلاقی اور بلند کرداری کا مظاہرہ کیا گیا۔ وہاں لوگوں نے کثرت سے فائدہ اٹھایا، جوق در جوق آکر اسلام کا پیغام سنا اور اپنے دلوں میں اسلام کی تڑپ اور لگن کو موجزن پایا لیکن جہاں دھینگا مشتی سے کام لیا گیا، بدکلامی اور بد اخلاقی کا مظاہرہ کیا گیا لوگ دین سے دور ہوگئے، فائدہ کی بجائے الٹا نقصان ہوا اور بعض جگہ تو ایسا بھی ہوا کہ تبلیغ کا میدان بھی ہاتھ سے جاتا رہا۔

پس

مبلغینِ اسلام کے لئے ضروری ہے کہ وہ خوش اخلاق ہوں اور اللہ والوں کے رنگ میں رنگے ہوئے ہوں، محبت و آشتی سے دین کا پیغام پہنچانے والے ہوں حکمت و دانائی کے جواہر سے بہرہ ور ہوں اور ہر بات کو نہایت احسن اور عمدہ پیرائے میں سمجھانے کے اہل ہوں۔ بالفاظ دیگر وہ اپنے علم سے بھی تبلیغ اسلام کریں۔ اور ان کے عمل سے بھی اسلام کے سوتے پھوٹتے نظر آئیں۔ بدقسمتی سے تبلیغ اسلام کا یہی موثر اور دلآویز پہلو آج کل کے اکثر مبلغین سے نظر انداز ہو گیا ہے۔ چنانچہ وہ جو کچھ کہتے ہیں اس پر عمل نہیں کرتے۔ جس کی وجہ سے مخاطب پر ان کا اثر نہیں ہوتا اور دین کی عظمت اس کے دل میں گھر نہیں کرتی۔

اخلاق کی اہمیت

اسلام نے اسی لئے اخلاق کو سب سے زیادہ اہمیت دی ہے کیونکہ درحقیقت ایک غیر مسلم کو پہلے مسلمان کے اخلاق ہی سے واسطہ پڑتا ہے۔ وہ مسلمان کا طرزِ گفتار دیکھتا ہے، اس کا کردار ملاحظہ کرتا ہے اور اس کے اعمال میں اسلام کا رنگ تلاش کرتا ہے اگر وہ اسے نظر آجائے اور وہ خود سعید الفطرت بھی ہو تو پھر دنیا کی کوئی طاقت اسے اسلام سے دور نہیں رکھ سکتی اور وہ بے اختیار لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ پکار اٹھتا ہے۔ لیکن اگر اسے مسلمان کے عمل میں اسلام نہ نظر آئے تو پھر محض قولی اسلام اسے متاثر نہیں کر سکتا۔ غرض اسلام میں اخلاق کی اہمیت کے پیش نظر ہی رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے۔

بُعِثْتُ لِاُتَمِّمَ مَکَارِمَ الْاَخْلَاقِ وَمَحَاسِنَ الْاَعْمَالِ

میں بزرگ ترین اخلاق اور نیکو ترین اعمال کی تکمیل کے لئے ہی بنایا گیا ہوں۔

خود خداوند قدوس جل شانہٗ نے بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق ارشاد فرمایا ہے۔

اِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْمٍ

بے شک آپ خلقِ عظیم کے حامل ہیں۔ بڑے ہی خوش خلق ہیں۔ اب غور فرما لیجئے ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے امتی ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نام لیوا ہیں، اور اس بات کے پابند ہیں کہ زندگی کے ہر گوشے میں اپنی حرکات و سکنات کے ہر پہلو اور زاویئے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تابعداری کریں۔ چنانچہ ہمارے لئے لازم ہے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اتباع کرتے ہوئے خوش خلقی میں بھی دنیا والوں کے سامنے اپنی نظیر قائم کریں۔ مزید برآں مبلغین اسلام اور دعوت الی اللہ دینے والوں کے لئے تو بدرجہ اولیٰ ضروری ہے کہ وہ مجسمہ اخلاق ہوں اور چلتے پھرتے محمدی مسلمان نظر آئیں۔

برادرانِ عزیز!

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا حوصلہ دیکھئے، عفو و درگزر دیکھئے، حلم اور نرم خوئی دیکھئے، دشمنوں کے ساتھ سلوک اور اپنوں کے ساتھ محبت و شفقت کا برتاؤ ملاحظہ فرمایئے، تبلیغ دین میں انہماک و استقلال، قوت برداشت، صبر و ضبط اور خوش خلقی کا مطالعہ کیجئے آپ ہر حال میں رحم و کرم اور مخلوق میں

باقی صفحہ ۱۵ پر

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی

ایک وصیّت

ایم عبدالرحمٰن لدھیانوی
شیخوپورہ

عَنْ اَبِیْ نَجِیْحِ الْعِرْبَاضِ بْنِ سَارِیَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ وَعَظَنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَوْعِظَۃً وَجِلَتْ مِنْھَا الْقُلُوْبُ وَ ذَرَفَتْ مِنْھَا الْعُیُوْنُ فَقُلْنَا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ کَاَنَّھَا مَوْعِظَۃُ مُوَدِّعٍ فَاَوْصِنَا قَالَ اُوْصِیْکُمْ بِتَقْوَی اللّٰہِ وَ السَّمْعِ وَالطَّاعَۃِ وَاِنْ تَاَمَّرَ عَلَیْکُمْ عَبْدٌ وَاِنَّہٗ مَنْ یَّعِشْ مِنْکُمْ فَسَیَرٰی اِخْتِلَافًا کَثِیْرًا فَعَلَیْکُمْ بِسُنَّتِیْ وَسُنَّۃِ الْخُلَفَاءِ الرّٰشِدِیْنَ الْمَھْدِیِّیْنَ عَضُّوْا عَلَیْھَا بِالنَّوَاجِذِ وَاِیَّاکُمْ وَ مُحْدَثَاتِ الْاُمُوْرِ فَاِنَّ کُلَّ بِدْعَۃٍ ضَلَالَۃٌ

(ابوداؤد و ترمذی)

حضرت عرباض بن ساریہؓ روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ نے ایک مرتبہ ہم کو ایسا وعظ فرمایا جس سے ہمارے دِل ڈر گئے اور آنکھیں جاری ہوگئیں ہم نے عرض کیا یا رسول اللہؐ! یہ تو ایسا وعظ فرمایا جیسے کوئی رخصت ہوتے وقت کہا کرتا ہے لہذا آپ ہم کو وصیّت فرمایئے آپؐ نے فرمایا میں تم کو اللہ عزّو جلّ سے ڈرنے کی وصیت کرتا ہوں اور امیر کی بات سُننے اور اس کی فرمانبرداری کرنے کی وصیّت کرتا ہوں اگرچہ تمہارا امیر کوئی غلام ہی بن جائے کیونکہ تم میں سے جو شخص میرے بعد زندہ رہے گا وہ عنقریب بہت اختلاف دیکھے گا لہذا تم میری سُنّت اور خلفائے راشدین کی سُنّت پر جمے رہنا جو اللہ کی طرف سے ہدایت دئے ہوئے ہیں۔ میری اور خلفائے راشدین کی سُنّت کو ڈاڑھوں سے پکڑے رہنا اور نئی چیزوں سے بچنا کیونکہ ہر بدعت گمراہی ہے۔

تشریح

۱۔ اس حدیث میں حضور اقدسؐ کی کئی وصیّتوں کا ذکر ہے۔ اوّل اللہ سے ڈرنا جس کا حکم قرآن مجید میں جگہ جگہ آیا ہے۔

۲۔ دوسری وصیّت یہ فرمائی کہ امیر کی بات سُنو اور اس کی فرمانبرداری کرو اور اس کو اتنا ضروری سمجھو کہ اگر ایسا شخص تمہارا امیر بن جائے جو غلام ہو تو اس کی بھی فرمانبرداری کرو۔ بعض روایات میں ہے کہ بات سنو اور فرمانبرداری کرو اگرچہ تم پر ایسے شخص کو عامل بنا دیا جائے جو حبشی غلام ہو اور اُس کا سَر اتنا چھوٹا ہو جیسے کشمش ہوتا ہے (بخاری شریف) امیر کی بات سُننے اور فرمانبرداری کرنے پر ہی اُمّت کا اجتماع موقوف ہے۔ جب اُمّت اپنے امیر کی فرمانبرداری نہ کرے تو پھوٹ پڑے گی اس لئے حضورؐ نے اس کی سخت تاکید فرمائی۔ مُسلم شریف کی روایت میں ہے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا کہ اگر ایسا شخص تمہارا امیر بنا دیا جائے جو غلام ہو اور جس کے ناک کان کٹے ہوئے ہوں اور وہ اللہ کی کتاب کے ذریعہ تمہاری قیادت کرتا ہو تو اس کی بات سنو اور کہا مانو۔

امیر کا ہونا بہت ضروری ہے امیر کے بغیر اُمّت کا مجتمع ہونا اور باطل کے مٹانے کے لئے متحد ہونا از حد مشکل ہے۔ شریعت مُطہّرہ میں امیر کی اس قدر اہمیّت رکھی گئی ہے کہ سفر میں بھی اپنا ایک امیرِ سفر بنانے کا حُکم ہے۔ آج ہم میں ہر شخص آزادانہ زندگی گذارنا چاہتا ہے اپنی رائے اور آرام کو قربان کرنا اور تابع ہو کر رہنا پسند نہیں کرتا اسلئے اجتماعی زندگی مشکل بن گئی ہے جب ہمارا امیر ہوتا تھا (جو تعلق مع اللہ اور خدا ترسی میں یکتا ہوتا تھا) تو ہم سارے عالم پر بھاری تھے۔

ہاں جو حاکم خود خدائی احکام سے جان چُراتے ہوں تعلیماتِ اسلام سے خود ناواقف ہوں اُن کی زندگی کا جائزہ لیا جاوے تو بڑی بڑی مصیبتوں میں مُلوّث ملیں۔ ایسے لوگ امیرالمومنین ہرگز نہیں ہو سکتے۔ ہم اگر اللہ کی حکومت زمین پر چلانا چاہتے ہیں اور اُس کے منہاجِ نبوّت پر چلنے کے خواہاں ہیں تو ایسے حضرات کو قیادت دینا ضروری ہے جو دنیا سے دل ہٹائے ہوئے ہوں جو عُہدوں سے گریز کرتے ہوں، جو خدا ترس ہوں، قیادت کی ذمہ داری سے بچتے ہوں اُن کی زندگی خلفائے راشدین کی زندگی سے ملتی جُلتی ہو اور یہ ہم کو کرنا پڑے گا اگر ایسا نہ کیا تو اپنے پنپنے کی امید رکھنا قطعاً غلط ہے۔

۳۔ تیسری وصیّت اس حدیث مبارک میں یہ فرمائی ہے کہ میرے بعد اختلافات بہت پیدا ہوں گے ان اختلافات سے بچنے اور صراطِ مُستقیم پر چلنے کی صرف یہی صوُرت ہے کہ میری سُنّت اور خلفائے راشدین کی سُنّت پر جمے رہنا اور اس مضبوطی سے اُسے پکڑنا جیسے کسی چیز کو ڈاڑھوں سے مضبوط پکڑتے ہو جب کہ ہاتھ مجبور ہو جاتے ہیں (مثلاً جب کسی گرہ کو کھولنا ہو اور ہاتھ سے نہ کھُل سکے تو دانتوں سے کھولتے ہیں) پھر فرمایا کہ نئی چیزوں سے بچنا، کیونکہ ہر نئی چیز گمراہی ہے۔

حضور اقدسؐ کے دنیا سے تشریف لے جانے کے بعد خلافتِ راشدہ کے دَور ہی میں (خلیفہ رابع حضرت علی مرتضیٰؓ کے زمانۂ خلافت ہی میں) خوارج کا ظہور ہوا جنہوں نے نئے نئے عقائد ایجاد کئے۔ فتنے بڑھتے رہے قدریہ فرقہ نکلا اُس نے تقدیر کا انکار کیا۔ روافض نے علیحدہ دین گھڑ لیا اور اہل بیت (علیہم الرحمۃ والرضوان) کی طرف اپنے ناپاک عقیدے منسوب کر دیئے۔ مُعتزلہ نکلے اور اسلام کو نئی شکل میں تبدیل کر کے مُحدثات الامور اختیار کر لئے اور اِن کے علاوہ بے شمار فرقے اُٹھے حتیٰ کہ ہندوستان میں بھی یہ وبا پھیلی۔ اکبر نے نیا دین جاری کیا جس کا نام دِین الٰہی رکھا اور بھی بہت سے لوگوں نے نئی نئی باتیں نکال کر جماعتیں بنا لیں ان سب قدیم اور جدید فتنوں سے محفوظ رہنے اور

اپنے کو راہ مستقیم پر جمائے رہنے کا صرف ایک طریقہ ہے جس کی حضور اقدسؐ نے وصیت فرمائی اور وہ یہ کہ میری سنّت اور خلفائے راشدین کی سنّت پر جمے رہنا، جو جماعت اس طریقہ پر جمی ہوتی ہے جس کی حضور اقدسؐ نے وصیت فرمائی اور جسے ڈاڑھوں سے پکڑنے کا حکم فرمایا بس وہی اور صرف وہی صراطِ مستقیم پر ہے جو نئی پارٹی نکلے اس کو اسی معیار پر جانچنا ضروری ہے کہ آیا وہ آنحضرتؐ اور خلفائے راشدین کے طریقہ پر ہے یا نیا طریقہ نکالا ہے؟ اگر اس طریقہ سے ہٹے ہوئے ہیں تو اہل باطل ہیں۔

اللہ جلّ شانہٗ نے اپنے دین کی حفاظت کا ذمہ لیا ہے اور اپنے رسولؐ کی زبانی یہ وعدہ فرمایا ہے۔

"ہمیشہ میری اُمّت کا ایک گروہ اللہ کے امر (یعنی اُس کے دین) پر قائم رہے گا جو اُن کو بے یار و مددگار چھوڑ دے گا اور جو اُن کی مخالفت کرے گا ان کو کچھ نقصان نہ پہنچائے گا حتیٰ کہ وہ اللہ کا حکم (یعنی موت) آنے تک اسی حال میں ہوں گے" (مشکوٰۃ شریف)

مطلب یہ ہے کہ اس اُمّت میں ہمیشہ حق پر جمنے والے اور خدا کے احکام پر سختی سے عمل کرنے والے موجود رہیں گے ان میں سے جب کبھی بھی کسی کو موت آئے گی تو اسی دینی پختگی کی حالت میں اس دُنیا سے رخصت ہوں گے۔ لوگوں کی موافقت اور مخالفت ان کے لئے یکساں ہوں گی اہل زمانہ کی غلط فضا سے متاثر ہو کر دین سے دُور نہ ہوں گے جو ان کا ساتھ نہ دے گا انہیں اس کی کچھ پرواہ نہ ہو گی۔

ترمذی شریف کی ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا قیامت قائم ہونے تک میری اُمّت کا ایک گروہ خدا کی طرف سے ہمیشہ اہل باطل کی مخالفت میں مدد کیا جاتا ہے جو اُن کی مدد نہ کرے گا اُن کو نقصان نہ پہنچائے گا۔

کتاب المدخل میں بیہقیؒ نے روایت کی ہے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا "کہ ہر آنے والے دور میں اگلوں سے علم حاصل کر کے اس علم کے جاننے والے ہوں گے جو دیانتدار ہوں گے اور جو اس کو غلو کرنے والوں کی تحریفوں سے اور باطل والوں کی دروغ بیانیوں سے اور جاہلوں کی تاویلوں سے پاک کرتے رہیں گے۔"

خداوند قدّوس کا یہ وعدہ ہمیشہ پورا ہوتا رہا ہے اور ہمیشہ پورا ہوتا رہے گا اگر قرنِ اول سے لے کر آج تک حق گو اور ثابت قدم جماعت باقی نہ رہتی تو اہلِ فتن، مُبتدعین، نئے مجتہد، نیچری، نبوت کے دعویدار، حدیث کے مُنکر، قرآن کے مُحرّف دِین کو بدل کر رکھ دیتے۔ حضرات فقہا و محدّثین ہمیشہ رہے ہیں اور ہمیشہ رہیں گے۔

یہ جماعت جس کے متعلق حضور اقدسؐ نے اُمَّۃٌ قَائِمَۃٌ بِاَمْرِ اللّٰہ والی حدیث بیان فرمائی یہی لوگ ہیں جو قرناً بعد قرنٍ قرآن و حدیث کے حامل رہے ہیں اور اس طریقہ پر جمے رہے ہیں جو آنحضرتؐ اور صحابہؓ کا تھا ہمیشہ اُن کی مخالفت کی جاتی رہی ہے اور اُن کی پگڑیاں اُچھالی جاتی رہی ہیں اور اُن کو کم سمجھ اور دقیانوسی خیالات والا بتایا جا رہا ہے لیکن وہ کبھی راہِ حق سے نہ ہٹے اور فضا سے مرعوب ہو کر کبھی طریقِ نبوی کو انہوں نے نہیں چھوڑا۔

قرنِ اول سے آج تک جو جماعت حضورؐ اور آپ کے خلفائے راشدین کے طریقہ پر جمی رہی ہے وہی جماعت ہے جس کے چہروں پر ڈاڑھیاں اور جن کے ماتھوں پر سجدوں کے نشان اور جن کی زبانوں پر اللہ کا ذکر اور جن کی معاشرت اور معاملات میں سُنّت کا اتباع دیکھا جاتا رہا ہے جو ہمیشہ نئے مجتہدین اور ایسے مُصنّفوں اور مُدعیوں کی سرکوبی کرتے رہے ہیں جو دین کو اپنے مَن گھڑت طرز پر ڈال کر یہود و نصاریٰ کی طرح تحریفِ دین میں لگے رہے۔

عُلمائے حق کی ہمیشہ مخالفت کی جاتی رہی مگر عُلمائے حق ہمیشہ رہے اور اُن کی مخالفت کرنے والے سینکڑوں فرقے نکلے لیکن اِن فرقوں کے بانی اپنے افکار و خیالات کو اپنے ساتھ ہی لے گئے اہل سُنّت والجماعت کا مسلک جو سلف سے خلف تک چلا آ رہا ہے آج تک محفوظ اور باقی ہے اور باقی رہے گا اور اس کی حفاظت کرنے والے ہمیشہ رہیں گے۔

الحاصل حق و باطل کا معیار یہی ہے کہ ہر جماعت اور پارٹی کے مسلک کو حضور اقدسؐ اور آپ کے خلفائے راشدین کے طریقہ سے ملا کر دیکھ لیا جائے جو اِس طریقہ کے موافق ہے وہ حق ہے اور اس کے علاوہ باطل ہے وہ طریقہ آج تک محفوظ ہے۔ قرآن مجید کا سورۂ نسآء میں فرمان ہے "اور جو شخص رسولؐ کی مخالفت کرے بعد اس کے کہ اُس کو امرِ حق ظاہر ہو چکا تھا اور مسلمانوں کا راستہ چھوڑ کر دوسرے راستہ کو ہو لیا تو جو کچھ وہ کرتا ہے ہم اُس کو کرنے دیں گے اور اُس کو جہنم میں داخل کریں گے اور وہ جانے کی بُری جگہ ہے۔

مسلمانوں کا راستہ چھوڑ کر نئے راستوں پر جو لوگ جا رہے ہیں اور آج تک اہلِ حق جس راہ پر چلتے رہے ہیں جو لوگ اُسے جھٹلا کر نیا دین گھڑ رہے ہیں ذرا اس آیت پر غور فرمائیں اور اپنا انجام اس آیت سے پوچھ لیں اگر ان کے دل میں یہ خیال گزرے کہ ہم اہل باطل ہیں تو خدا غیبی طاقت سے ہم کو روک کیوں نہیں دیتا تو نُوَلِّہٖ مَا تَوَلّٰی سے اس کا جواب مل جائے گا۔

ان سے مجتہدین کے دجل و مکر سے حضور اقدسؐ اُمّت کو اِن کے برآمد ہونے سے پہلے ہی آگاہ فرما گئے تھے اور ان سے بچنے کی سخت تاکید فرمائی تھی چنانچہ ارشاد ہے۔

یَکُوْنُ فِیْ اٰخِرِ الزَّمَانِ دَجَّالُوْنَ کَذَّابُوْنَ یَاْتُوْنَکُمْ مِنَ الْاَحَادِیْثِ بِمَا لَمْ تَسْمَعُوْا اَنْتُمْ وَلَا اٰبَاؤُکُمْ فَاِیَّاکُمْ وَاِیَّاھُمْ لَا یُضِلُّوْنَکُمْ وَلَا یَفْتِنُوْنَکُمْ (مسلم)

آخری زمانے میں بڑے بڑے مکّار اور دجّال ہوں گے جو تم کو ایسی باتیں آکر سنائیں گے جو تم نے اور تمہارے باپ دادوں نے نہ سُنی ہوں گی لہٰذا تم اُن سے بچنا اور اُن کو اپنے سے بچانا وہ تم کو گمراہ نہ کر دیں اور تم کو فتنہ میں نہ ڈال دیں۔

حضرات صحابۂ کرام نئی نئی چیزیں نکالنے والوں سے بہت بچتے

باقی صفحہ ۱۸ پر

از حضرت مولانا قاضی محمد زاہد الحسینی مدظلہ
جامعہ مدینہ کیمبلپور

سُودی کاروبار

قوموں کی تباہی کا باعث ہوتا ہے

جامعہ مدینہ کیمبل پور میں ہر روز نماز فجر کے بعد ایک رکوع حضرت مولانا قاضی زاہد الحسینی صاحب تلاوت فرماتے ہیں۔ مقامی لوگ کلاس کی شکل میں گھیرا ڈال کر بیٹھ جاتے ہیں سب کے سامنے قرآن شریف رکھا ہوتا ہے۔ ہر آیت کا لفظی ترجمہ اردو زبان میں کیا جاتا ہے جو سالے شرکاء درس دہراتے جاتے ہیں۔ اور ہر آیت کے اردو ترجمہ کے بعد کیمبل پور کی مقامی زبان میں مختصر طور پر آیت کی تشریح کی جاتی ہے۔ ایک عجیب منظر ہوتا ہے اور بڑا ہی سرور حاصل ہوتا ہے۔ راقم الحروف حضرت مولانا قاضی محمد زاھد الحسینی صاحب سے ملاقات کے لئے ۲۴ فروری ۱۹۶۵ء کو حاضر ہوا تو یہ درس بھی قارئین خدام الدین کے لئے نوٹ کرلیا۔ اللہ تعالیٰ قبول فرمائے اور عمل کی توفیق دے۔ آمین

مرتبہ عثمان غنی بی اے ——— واہ کینٹ

محترم بھائیو! ابھی ابھی میں نے آپ کے سامنے سورۃ آلِ عمران کے پانچویں رکوع کی چند آیات تلاوت کی ہیں۔ اس سے پہلے کل کے درس میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد پیش کرچکا ہوں کہ اے مسلمانو تم غیر مسلموں کو اپنا راز دار نہ بناؤ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے دو واقعات بیان فرمائے ایک جنگ بدر کا واقعہ اور ایک جنگِ اُحد کا واقعہ۔ جنگِ بدر میں مسلمانوں کو اللہ تعالیٰ نے فتح نصیب فرمائی اور اللہ تعالیٰ نے اپنی آسمانی امداد نازل فرمائی جنگِ اُحد میں بظاہر مسلمانوں کو معمولی سی شکست ہوئی اس کے متعلق میں کل عرض کرچکا ہوں کہ اس کی بڑی وجہ یہ تھی کہ جنگ اُحد میں کچھ ایسے لوگ بھی شریک ہو چکے تھے جو بظاہر لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللہِ پڑھتے تھے لیکن درحقیقت حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف تھے عبداللہ بن اُبی کی جماعت تھی جو رئیس المنافقین تھا اور سب سے پہلے وہی لوگ میدانِ اُحد سے نکل کر بھاگے اُس کے بعد پھر اور حالات اس طرح کے پیدا ہوگئے کہ جن کی وجہ سے مسلمانوں کو عارضی طور پر شکست ہوئی۔

آج کی آیات میں اللہ تعالیٰ ایک بنیادی حقیقت بیان فرماتے ہیں۔ جس طرح میرے دوستو اور بھائیو ہمارے بدنی امراض کے اسباب ہیں جس طرح ہماری بدنی بیماریاں ہیں اور اُن کے کچھ اسباب ہیں مثلاً اگر ایک آدمی کوئی بادی چیز کھالے تو بادی امراض میں مبتلا ہو جاتا ہے، سفراء پیدا کرنے والی چیز کھائے تو سفراوی مرض کا شکار ہوجاتا ہے بالکل اسی طرح قوموں اور ملتوں کی بربادی کے بھی اسباب ہیں جیساکہ امام الانبیاء جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی احادیثِ مقدسہ میں اور پھر علماء نے اپنی کتابوں میں نقل فرمایا انہوں نے بتایا ہے کہ یہ جتنے گناہ ہیں ان سے بدنی اور ملکی کون کون سے امراض پیدا ہوتے ہیں دین کی خرابی اور بربادی تو ہے ہی ہے لیکن انسان کے بدن پر کیا عذاب آتا ہے اس سے انسان کے محلے، قوم اور معاشرے پر کیا عذاب آتا ہے۔ مثلاً جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جس قوم میں مالِ وراثت صحیح طور پر تقسیم نہ ہو تو اس میں قتل شروع ہوجاتے ہیں فرمایا جس قوم میں زنا زیادہ ہو جائے وہاں وبائی امراض شروع ہو جاتے ہیں۔ آج آپ دیکھ لیجئے گھر گھر سینما، گھر گھر ریڈیو، گھر گھر فحاشی کے ناول، گھر گھر بے حیائی کے ذریعے اور اسباب اور مناظر۔ تو کیا بیماریاں زیادہ ہیں یا کم؟ وہ وہ امراض پیدا ہو رہے ہیں میرے بھائیو جو آج تک کسی نے سُنے بھی نہ تھے۔ آج وہ وہ امراض رونما ہو رہے ہیں جن کا نہ بے چارے جالینوس کو علم تھا نہ ابی سینیا کو اور اس میں فکر کی بات کوئی نہیں ہے جیسا کہ میں ابھی عرض کر رہا ہوں کہ گناہ ایسے ایسے پیدا ہو رہے ہیں جو پہلے کسی نے سُنے بھی نہ تھے۔ پہلے بھی بڑے بڑے مجرم اور گنہگار گذرے ہیں لیکن جو روش ہم نے اختیار کر رکھی ہے یہ تو اس وقت کے لوگوں کی نہ تھی جس طرح ہمارے اعمال بڑی غلط روش پر چل رہے ہیں اسی طرح رب العالمین کے عذاب بھی ہم پر نازل ہو رہے ہیں جو ہماری سمجھ اور فہم سے بالاتر ہیں۔ سُود کا کھانا، سود کا دینا، سودی کاروبار قوموں کی تباہی کا باعث ہوتا ہے۔ سورہ بقرہ میں بھی گذر چکا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا یَآ اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللہَ وَذَرُوْا مَا بَقِیَ مِنَ الرِّبٰوٓا اِنْ کُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ۔ اے ایمان والو خدا سے ڈرو اور سود کھانا چھوڑ دو۔ پہلا لیا ہوا سود چھوڑ دو۔ یہاں بھی آج کی آیات میں فرمایا اے ایمان والو سود سے بچو۔ سورہ روم میں اسی طرح اللہ تعالیٰ نے فرمایا ظَھَرَ الْفَسَادُ فِی الْبَرِّ وَالْبَحْرِ بِمَا کَسَبَتْ اَیْدِی النَّاسِ لِیُذِیْقَھُمْ بَعْضَ الَّذِیْ عَمِلُوْا لَعَلَّھُمْ یَرْجِعُوْنَ فرمایا زمین آسمان یعنی برّ و بحر میں فساد پیدا ہو گیا ہے لوگوں کی بداعمالی کے باعث اور پھر آگے چل کر سود کا مسئلہ بیان فرمایا کہ جو تم اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہو وہ بڑھتا ہے اور جو سود کھاتے ہو وہ تباہی کا باعث ہوتا ہے یعنی سودی کاروبار صرف ایک محلے کو برباد نہیں کرتا ایک گاؤں کو برباد نہیں کرتا بلکہ پوری قوم کو تباہ کر دیتا ہے۔ آج یہ جو جنگیں ہو رہی ہیں جو پہلے ہو چکی ہیں یا ابھی ماضی قریب میں جو جنگ ہوئی ہے اس جنگ کے بڑے بڑے مفکرین نے بتایا ہے کہ اس جنگ کا مبداء ہی سودی کاروبار تھا اور اب بھی یہی حال ہے۔ جتنے بڑے ملک ہیں وہ اسلحہ بناتے ہیں، سامانِ جنگ بناتے ہیں پھر وہ سامانِ جنگ غریب ملکوں کے ہاتھ بیچتے ہیں اور بیچتے سودی لین دین میں ہیں۔ آخر یہ سامانِ جنگ کہاں جائے گا؟ کہیں تو خرچ ہوگا۔ ایک آدمی اپنے گھر میں لیمپ خرید کر لاتا ہے تو کیوں لاتا ہے؟ آخر جلائے گا ہی نا؟

یہ چھریاں، بندوقیں، پستول، یہ ایٹم اور یہ آبدوزیں جو بنائے جا رہے ہیں آخر کیوں بنائے جا رہے ہیں؟ اسی لئے تاکہ کسی وقت کام آئیں گے۔ تو پھر آخر وہ وقت نکالیں گے ہی۔ اور پھر اس وقت میں انسان کی تباہی ہے ذٰلِكَ بِمَا كَسَبَتْ اَيْدِيْكُمْ وَاَنَّ اللّٰهَ لَيْسَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيْدِ ۝ اللہ فرماتے ہیں اپنے ہاتھوں کی سزا پالو میں تو کسی پر ظلم نہیں کرتا۔ اگر یہ سودی کاروبار آج بند ہو جائے تو جنگ آج بند ہو سکتی ہے۔ جنگوں کے پھیلنے کا مبداء ہی سودی کاروبار ہے اس لئے رب العالمین نے آج کی آیات میں مسلمانوں کو پھر متنبہ فرمایا یہ سورت آلِ عمران بھی مدنی ہے اور سورۃ بقرہ بھی مدنی ہے چونکہ مدینہ منورہ میں یہودی لوگ زیادہ رہتے تھے مدینہ کے قرب و جوار میں خیبر میں یہودی بہت رہتے تھے اور یہودیوں نے ہی سب سے پہلے سودی کاروبار کو کافی فروغ دیا ہے پھر یہودیوں کی دیکھا دیکھی وہ لوگ جو غیر یہودی تھے انہوں نے بھی سودی کاروبار شروع کر دیا جس وقت حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ میں تشریف لائے تو حضور کے ساتھ جو لوگ آئے (مہاجرین) صحابہ وہ تو بے چارے تھے ہی غریب فقیر۔ اُن کو تو قرآن نے ہی فرمایا ہے۔ لِلْفُقَرَاۗءِ الَّذِيْنَ اُخْرِجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ یہ تو تھے ہی فقیر اُن کے پاس تو کچھ بھی نہ تھا البتہ مدینہ کے رہنے والے لوگ جو مسلمان ہوئے تھے جن کو ہماری اصطلاح میں انصار کہا جاتا ہے وہ سودی کاروبار میں ملوث تھے مکّے میں کچھ نہ کچھ کاروبار تو کرتے ہوں گے مگر مدینہ منورہ میں رہنے والے انصار سودی کاروبار میں ملوث تھے۔ قرآن نے متنبہ فرمایا کہ اے مسلمانوں یہ کاروبار چھوڑ دو ورنہ تمہارے اندر کچھ ایسی بیماریاں پیدا ہو جائیں گی جن کا پھر کوئی علاج نہیں ہے اور اُس پر پھر اللہ تعالیٰ تاریخی شہادتیں پیش فرما رہے ہیں۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ۔ اے ایمان والو۔ لَا تَاْكُلُوا الرِّبٰوٓا مت کھاؤ تم سود کو۔ اَضْعَافًا مُّضٰعَفَةً ص۔ دوگنا چوگنا کر کے۔ وَاتَّقُوا اللّٰهَ۔ اور اللہ سے ڈرتے رہو۔ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ۝ تاکہ تم کامیاب ہو جاؤ۔ یہاں تو سود در سود کی ممانعت فرمائی۔ دوسری جگہ میں نے عرض کیا ہے تاکہ سورۂ بقرہ میں نفسِ سود کی ممانعت تھی۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَذَرُوْا مَا بَقِيَ مِنَ الرِّبٰوٓا اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۝ اے مسلمانو سود بالکل چھوڑ دو۔ فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا فَاْذَنُوْا بِحَرْبٍ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ اگر سود نہیں چھوڑتے ہو تو پھر خدا اور رسول کے ساتھ لڑنے کے لئے تیار ہو جاؤ۔ یعنی مطلقاً سود کی رکاوٹ ہے۔ آج کل کے ایسے مجتہد ہیں تاکہ کہیں یہ نہ کہہ دیں کہ بھائی سود در سود کھانا تو حرم ہے مگر ویسے کھانا جائز ہے۔ خنزیر کا گوشت جو ہے تولہ بھر کھانا جائز ہے مگر سیر بھر کھانا حرام ہے۔ میاں جو حرام ہے وہ کلیتہً حرام ہے۔ شراب کا قطرہ بھی حرام، بوتل بھی حرام، بالٹی بھی حرام اور ٹب بھی حرام۔ سارا حرام ہی ہے۔ حرمت میں کون ہے جو تخصیص کرے۔ فرمایا سود مت کھاؤ۔ دوگنا چوگنا بھی نہ کھاؤ اور ویسے بھی نہ کھاؤ اور مجھ سے ڈرو تاکہ تم کامیاب ہو جاؤ۔ ورنہ وَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِيْٓ۔ اور بچو تم اس آگ سے۔ اُعِدَّتْ لِلْكٰفِرِيْنَ جو تیار کی گئی ہے کافروں کیلئے فرمایا میں نے تو یہ آگ کافروں کے لئے بنائی ہے تم کیوں ایسے کام کرتے ہو کہ خواہ مخواہ اس میں جا پڑو۔ تمہارے لئے تو میں نے جنت بنائی ہے آگے آ رہا ہے۔ تم تو جنتوں کے لئے تیاری کرو۔ تمہارے لئے میں نے دوزخ نہیں بنائی۔ بھائی مملکت کا سربراہ یا ملک کا حکمران جیل خانہ بھی بناتا ہے اور مسجد بھی بناتا ہے، ہوٹل بھی بناتا ہے، مہمان خانہ بھی بناتا ہے، پارک بھی بناتا ہے۔ تو پھر رعیت کس چیز کے لئے کوشش کرے؟ پارک کے لئے کرے یا جیل خانے کیلئے؟ محل کے لئے کرے یا پاخانے کے لئے کرے؟ فرمایا ارے نادانو جہنم کی طرف جا رہے ہو؟ میں نے تو تمہارے لئے جنت بنائی ہے اور تم دوزخ کی طرف جا رہے ہو۔ کیسے بے وقوف ہو۔

وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ ۔ اور کہنا مانو اللہ کا۔ وَالرَّسُوْلَ اور اس کے رسول کا۔ ہاں رسول بھی ساتھ ساتھ ہے۔ حدیث بھی ساتھ ساتھ ہے۔ فرمایا میرا کہا جو مانو گے تو پھر کس سے پوچھو گے؟ تم جو کہتے ہو کہ تیری بات مانتے ہیں تو پھر کس سے پوچھو گے؟ تم مجھے تو دیکھ نہیں سکتے نہ تم میری بات سن سکتے ہو۔ تو پھر کس سے پوچھو گے؟ پوچھو جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ جی فلاں معاملے میں اللہ کی کیا مرضی ہے؟ میرا رسول میری مرضی بتا دے گا۔ اگر میرے رسول کو نہیں مانتے ہو تو پھر میری مرضی کا بھی پتہ تم کو نہیں چل سکتا۔ کہتے ہیں جی خدا سے براہ راست لو۔ قرآن کا خود ہی مطالعہ کرو۔ محمد رسول اللہ کو درمیان سے نکال دو اور مطالعہ خود ہی کرو۔ دنیا کے باقی سارے کام تو خود نہیں سیکھتے ہو۔ لباس خود نہیں سیتے ہو۔ درزی کی شاگردی کر کے فن حاصل کرتے ہو۔ جوتے سینا موچی سے سیکھتے ہو۔ لیکن قرآن خود ہی سیکھتے ہو۔ محمد رسول اللہ کو بھی درمیان سے نکال دو۔ اب تو ایسے ایسے بھی بدقسمت پیدا ہو گئے ہیں جو کہتے ہیں کہ محمد رسول اللہ کو بھی درمیان سے نکال دو۔ انہوں نے تو قرآن پہنچایا ہے۔ گئی ختم ہو گئی بات۔ ڈاکیہ آیا خط دے کر چلا گیا۔ نَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ ذٰلِكَ قرآن کہہ رہا ہے نہیں نہیں حضور ڈاکیہ نہ تھے بلکہ میرے نمائندے ہیں۔ جو منہ سے بات نکالتے ہیں میری ترجمانی کرتے ہیں۔ وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى ۝ اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى ۝ اس واسطے فرمایا کہ اللہ کی اطاعت کرو اور اللہ کے رسول کی۔

نتیجہ کیا نکلے گا؟ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔ رحم ہو گا تو تم جہنم سے بچ جاؤ گے۔ وَسَارِعُوْٓا اِلٰى مَغْفِرَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ اور دوڑو تم بخشش کی طرف، جو تمہارے رب کی طرف سے ہے۔ وَجَنَّةٍ اور اس جنت کی طرف دوڑ۔ عَرْضُهَا السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ۔ جس کی وسعت آسمانوں اور زمین جتنی ہے۔ اُعِدَّتْ لِلْمُتَّقِيْنَ ۝ جو تیار کی گئی ہے پرہیزگاروں کے لئے۔ فرمایا تاکہ سود سے بچو۔ وَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِيْٓ اور پہلے بھی فرمایا وَاتَّقُوا اللّٰهَ یہاں بھی فرمایا اُعِدَّتْ لِلْمُتَّقِيْنَ ۝ تم تو جنت کی طرف دوڑو۔ جناب محمد رسول اللہ کی امت ہو جنتی بنو تم دوزخ کی طرف کیوں دوڑتے ہو؟

اب جنتی کس طرح بنو؟ وہ پرہیزگار کون ہیں؟ سود کھانے والے؟ اپنے مال سے مخلوقات کا چمڑا اتارنے والے؟ خون

چوسنے والے ؟ یا مخلوقات کا بھلا کرنے والے؟
فرمایا - اَلَّذِیْنَ وہ پرہیزگار۔ یُنْفِقُوْنَ جو خرچ
کرتے ہیں فِی السَّرَّآءِ خوشی میں بھی۔ وَالضَّرَّآءِ
اور تکلیف میں بھی۔ ہاں فرمایا انفاق فی
سبیل اللہ کر۔ جیب چلتی رہے روپے کی
طاقت ہے تو روپیہ دو، آنے کی طاقت
ہے تو آنہ دو۔ پیسے کی طاقت ہو تو پیسہ
دو، نوالے کی طاقت ہے تو نوالہ دو۔
ثابت روٹی پاس ہے تو آدھی اللہ واسطے
دے دو۔ دینے والے بنو، لینے والے نہ
بنو۔ امام الانبیاء جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم فرماتے ہیں اَلْیَدُ الْعُلْیَا خَیْرٌ
مِّنَ الْیَدِ السُّفْلٰی - اوپر
والا ہاتھ نچلے ہاتھ سے بہتر ہے۔ یعنی
دینے والا بن۔ لینے والا کیوں بنتا ہے؟
جو کچھ بھی پاس ہے انفاق فی سبیل اللہ
کر۔ شیخ سعدی رحمتہ اللہ علیہ نے اسی
کو بڑے عمدہ پیرائے میں فرمایا۔

نیم نانے گر خورد مردِ خدا
بذلِ درویشاں کند نیم دگر

فرمایا اللہ کے بندے کے پاس اگر
ایک روٹی ہو تو آدھی خود کھا لیتا ہے اور
آدھی اللہ کی راہ میں دے دیتا ہے۔ یہ
اللہ کے بندے کی تعریف اور نشانی ہے۔
آگے فرمایا۔

ہفت اقلیم ار بگیرد بادشاہ
ہمچناں در بندِ اقلیمِ دگر

اور دنیا دار سات ملک لے کر بھی
آٹھویں کی خواہش کرتا ہے کہ وہ بھی
مل جائے۔ ہمارا تو یہی حال ہے نا کہ ہم
تو کہتے ہیں ملے - اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں
چھوڑ ملنے ولنے کو ارے سادے! گذارہ
کر اور میرے نام پر دے۔

وَالْکَاظِمِیْنَ الْغَیْظَ اور ضبط
کرنے والے غصے کو۔ مال ہو تو غصہ بھی
بہت ہو جاتا ہے۔ دولت کا خمار ہوتا
ہے۔ انسان دولت سے سوج جاتا ہے
حالانکہ یہ سوجن بہت خطرناک ہے۔ اگر
کوئی جگر کا بیمار ہو تو سوج جاتا ہے۔
یہ بھی جگر کی بیماری ہے۔ اللہ تعالیٰ مجھے
بھی اور آپ کو بھی اس سے بچائے ان
بیماریوں سے۔ فرمایا غصہ نہ کیا کرو۔ غریب
کو دیکھ کر جل نہ جایا کرو۔ وہ بھی میرا
بندہ ہے۔ اس سے پہلے بھی ایک مرتبہ
میں نے آپ حضرات سے حدیث بیان
کی تھی کہ امام غزالی رحمتہ اللہ علیہ نے
احیاء العلوم میں ایک حدیث نقل فرمائی
ہے کہ جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم تشریف لے گئے بیت اللہ مقدس
کا آپ طواف کر رہے تھے۔ حضورؐ نے
دیکھا کہ ایک آدمی ہے جو بیت اللہ کے
پردے کو پکڑ کر رو رہا ہے۔ بڑی فریاد
کر رہا ہے۔ حضورؐ نے پوچھا کیوں اس قدر
روتے ہو؟ حضورؐ تو شفیق اور رحیم تھے۔
عرض کیا حضورؐ! میرے بڑے گناہ ہیں اور
اللہ سے بخشوا رہا ہوں۔ فرمایا تیرے کتنے
بڑے گناہ ہیں؟ اس اللہ کی زمین سے
بڑے ہیں؟ عرض کیا ہاں حضورؐ میرا گناہ
اللہ کی زمین سے بھی بڑا ہے۔ فرمایا کیا اللہ
کے آسمان سے بھی بڑا ہے؟ عرض کیا
حضورؐ اللہ کے آسمان سے بھی بڑا ہے۔
فرمایا وہ پھر کونسا گناہ ہے؟ عرض کیا
حضورؐ مجھ پر ایک گناہ ہے۔ میں بہت بڑا
مالدار آدمی ہوں جس وقت میں کسی سائل
کو دیکھتا ہوں مجھے آگ لگ اٹھتی ہے۔
امام الانبیاءؐ نے فرمایا پھر تو ٹھیک کہتا
ہے۔ تیرا اتنا بڑا گناہ ہے کہ نہ زمین میں
سما سکتا ہے نہ آسمان میں سما سکتا ہے۔
تو اللہ کی مخلوق کو دیکھ کے جلتا ہے؟
جس اللہ نے تجھے بنایا ہے اسی اللہ نے
اسے بھی بنایا ہے۔

تو فرمایا دنیا دارو غصہ نہ کرو۔ نرمی
اختیار کرو۔ وَالْعَافِیْنَ عَنِ النَّاسِ -
اور معافی کرنے والے لوگوں سے پیچھے
گذرا ہے نا سورۂ بقرہ میں کہ اگر
کوئی تمہارا مقروض ہے وَاِنْ کَانَ ذُوْ
عُسْرَۃٍ فَنَظِرَۃٌ اِلٰی مَیْسَرَۃٍ
اگر تمہارا مقروض غریب ہے تو انتظار
کرو اس کے مال دار ہونے تک۔ وَ
اَنْ تَصَدَّقُوْا خَیْرٌ لَّکُمْ اگر بالکل
ہی بخش دو تو یہ بات بہت ہی اچھی
ہے۔ فرمایا اس طرح کیا کرو۔ تم لوگوں
کو معاف کر دیا کرو۔ وَاللّٰہُ یُحِبُّ
الْمُحْسِنِیْنَ اور اللہ پسند کرتے ہیں نیکی
کرنے والوں کو۔ یہ کام تو کر تو پھر میں
بھی تیرے گناہ بخش دوں گا۔

آگے پھر گناہ بخشوانے کی ترکیب
بتائی۔ وَالَّذِیْنَ اور پرہیزگار وہ لوگ
ہیں اِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَۃً۔ جب کر
بیٹھیں کسی بے حیائی کے کام کو۔ اَوْ ظَلَمُوْا
اَنْفُسَہُمْ یا اپنے حق میں ظلم کر ڈالیں۔
ذَکَرُوا اللّٰہَ یاد کرتے ہیں اللہ کو۔
فَاسْتَغْفَرُوْا لِذُنُوْبِہِمْ پس
بخشش مانگتے ہیں اپنے گناہوں کی
وَمَنْ یَّغْفِرُ الذُّنُوْبَ اور
وہ جانتے ہیں کوئی نہیں بخشتا گناہوں
کو۔ اِلَّا اللّٰہُ مگر صرف اللہ۔ وَلَمْ
یُصِرُّوْا اور نہیں اڑے رہتے
عَلٰی مَا فَعَلُوْا اپنے برے کاموں
پر۔ وَھُمْ یَعْلَمُوْنَ اور وہ جانتے
ہیں کہ یہ برا ہے۔

سارے آدمی تو نیک نہیں ہو
سکتے۔ ایک انسان کتنا نیک ہو گا؟
غلطیاں تو ہوتی ہی ہیں۔ انسان تو مرکب
ہے نسیان اور خطا سے۔ بندہ جو ہوا۔
اور ہمارا تو عقیدہ ہے کہ سوائے انبیاء
علیہم السلام والتسلیم کے نبی کی طرف
گناہوں کی جرائت ہی نہیں ہوتی کہ
قدم اٹھائیں۔ باقی ہر انسان سے غلطی
کا صدور ممکن ہے۔ امکان ہے کہ اس
سے گناہ ہو سکے۔ تو فرمایا کہ اگر غلطی کر
بھی بیٹھتے ہیں ایسی کوئی غلطی کہ جو غلطی
کسی بندے کا حق ضائع کرنے والی ہو،
ایسی کوئی غلطی کہ ان کے اپنے حق میں
ہو تو فوراً خدا کو یاد کرتے ہیں کہ اُف!
میں تو اللہ کا بندہ ہوں، میرا تو کوئی اختیار
ہی نہیں ہے، میری باگ ڈور تو
رب العالمین کے قبضے میں ہے، میں نے
خدا کی حد توڑ ڈالی ہے تو پھر فوراً اپنے
گناہ کی خدا سے تلافی کراتا ہے معاف
کرانے کی درخواست کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ
توبہ سے اپنے حق بخش دیتا ہے اور
پھر وہ لوگ بندوں سے بھی بخشوانے
کی کوشش کرتے ہیں اور پھر توبہ کی
تعریف فرمائی کہ وَلَمْ یُصِرُّوْا عَلٰی
مَا فَعَلُوْا جو گناہ انھوں نے کیا ہے
پھر اس پر اڑے نہیں رہتے بلکہ اپنی
غلطی کے معترف ہیں اور غلطی کے بعد
رب العالمین سے اپنے گناہ کی معافی
مانگتے ہیں۔

پھر نتیجہ کیا نکلتا ہے؟ اُولٰٓئِکَ
جَزَآؤُہُمْ یہ وہ لوگ ہیں جن کا بدلہ
مَغْفِرَۃٌ بخشش ہے۔ مِّنْ رَّبِّہِمْ
ان کے رب کی طرف سے۔ وَجَنّٰتٌ
اور ایسے باغ ہیں۔ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِہَا
الْاَنْھٰرُ بہتی ہیں جن کے نیچے نہریں۔
خٰلِدِیْنَ فِیْھَا ہمیشہ رہیں گے ان
جنتوں میں۔ وَنِعْمَ اَجْرُ الْعٰمِلِیْنَ
اور کتنا اچھا اجر ہے۔ میری ہدایت پر
عمل کرنے والوں کا۔ فرمایا میری بات
مان لی ہے تو کتنا بڑا مزا پا رہا ہے جنتیں

لے رہا ہے، عیش کر رہا ہے خوشیاں کر رہے ہو اور جہنم سے بچ گئے ہو۔ اللہ تعالیٰ آپ کو بھی اور مجھے بھی جہنم سے بچائے۔ اور سب کو جنت نصیب فرمائے فرمایا تو یہ چیز حاصل کر۔ تو مسلمان ہے تو کس غلط سمت میں چلا جا رہا ہے، ارے سادے! تو کیوں جہنم کی طرف پکا جا رہا ہے! سود کھانا تو جہنمیوں کا کام ہے۔ تو انفاق فی سبیل اللہ کر۔ اللہ کی مخلوقات سے بھلا کر اگر غلطی ہو گئی ہے تو مجھ سے معافیاں طلب کر، ذکر کر، مجھے یاد کر تو پھر مجھ سے معافی مانگ میں معاف کر دیتا ہوں ورنہ فرمایا کہ تاریخ اُٹھا کے دیکھ لو۔

قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِكُمْ

بیشک گذر چکیں تم سے پہلے۔ سُنَنٌ کئی واقعات۔ فَسِيرُوا فِي الْأَرْضِ۔ پس چلو پھرو زمین میں۔ فَانْظُرُوا پس دیکھ لو۔ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُكَذِّبِينَ۔ کیسا ہوا انجام مجھے جھٹلانے والوں کا؟ فرمایا یہ مت سمجھ کہ خدا قیامت کے دن ہی پکڑے گا۔ میں یہاں بھی پکڑ لیتا ہوں۔ قوم ثمود کو دیکھ، قوم عاد کو دیکھ، نمرودیوں کو دیکھ، قوم لوط کو دیکھ، قوم شعیب کو دیکھ۔ ذرا زمین میں چل پھر آثار قدیمہ کے مشاہدے کر، پتہ لگا کہ یہ قومیں کیوں تباہ ہوئیں! ان قوموں کو تو میں نے دنیا میں تباہ کر دیا تو کیا تم کو میں تباہ نہیں کر سکتا؟ یہ خیال مت کر کہ قیامت آئے تو دیکھی جائے گی ارے سادے! میں دنیا میں بھی تباہ کر سکتا ہوں میں اگر ذرا سا ساتھ پلندہ لگا دوں تو جان چھڑانی مشکل ہو جائے گی۔ چھوٹی سی بیماری لگا دوں تو ٹیکے لگا لگا کے تباہ ہو جائے اور صحت مند نہ ہو سکے۔ کہ جی بیماری لگی ہوئی کہاں ٹھیک ہو سکتی ہے؟ ڈاکٹر بڑی کوشش کرتے ہیں۔ مگر یہ بیماری درست نہیں ہوتی۔ صحت کہاں ملتی ہے؟۔ کیوں نہیں ملتی؟ یہ صحت کس نے بھیجی تھی؟ اگر بھیجی تھی تو کتنا شکر ادا کیا؟ فرمایا اگر میں معمولی سا مرض چمٹا دوں تو جان نہیں چھڑا سکتے فرمایا بچ میرے عذاب سے اور میری تکذیب مت کر۔ میرے حکموں پر عمل کر اور غلطی ہو جائے تو مجھ سے معافی مانگ دو ہی تو راستے ہیں تیسرا رستہ کوئی نہیں۔ قرآن کی روشنی میں اسلام کے اندر میرے بھائیو جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے لئے جو راہ عمل متعین فرمایا اطاعت۔ اللہ کے حکموں پر چلنا اور اگر کمزوری ہو جائے تو خدا سے مانگنا تیسرا کوئی رستہ نہیں۔ حکم بھی نہ مانو، حجت بازی بھی کرو پھر تو تم باغی ہو گئے فرمایا حکموں پر چلو اگر نہیں چل سکتے کمزوری ہو گئی ہے تو مجھ سے معافی مانگو ورنہ یاد رکھ میں دنیا میں بھی عذاب دے سکتا ہوں۔

هَٰذَا بَيَانٌ لِّلنَّاسِ یہ قرآن کھلا ہوا بیان ہے سب لوگوں کے لئے۔ فرمایا میں نے بات پیچھے کوئی نہیں رکھی ساری بات بتا دی ہے اور کیوں بتا دی ہے؟ اس لئے کہ محمد رسول اللہ کے بعد کوئی نبی بھی نہیں آنا۔ آپ خاتم الانبیاء ہیں۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جو جو باتیں میں نے قیامت تک اپنے بندوں سے کرنی تھیں وہ میں نے حضورؐ کی وساطت سے کر دی ہیں اور میں نے بات کھول کر بتا دی ہے آگے تیری مرضی۔ وَهُدًى اور یہ قرآن ہدایت ہے۔ وَمَوْعِظَةٌ اور نصیحت ہے لِّلْمُتَّقِينَ پرہیزگار بننے والوں کے لئے۔ اللہ تعالیٰ عمل کی توفیق عطا فرمائے۔

بھائی یہ ہمارے بھائی ہیں۔ بھائی عثمان غنی صاحب۔ اللہ تعالیٰ ان کو جزائے خیر دے۔ بہت نیک انسان ہیں۔ میں منہ پر زیادہ تعریف نہیں کرتا۔ ایک بہت اچھے اونچے عہدہ پر ملازم ہیں۔ گزیٹڈ۔ اللہ نے ان کی قسمت چمکائی۔ امام الاولیاء حضرت مولانا احمد علی صاحب نور اللہ مرقدہٗ لاہوری کے قدموں میں پہنچے، فقیر کی نظر نے آپ کی قسمت کو پلٹ دیا اور وہ رستہ جو جہنم کی طرف جا رہا تھا اس کو بدل کر جنت کی طرف مائل کر دیا یہ بڑے اونچے ملازم ہیں بڑی اچھی پوسٹ پر ہیں لیکن ان کا کام اب بس یہی رہ گیا ہے قرآن سننا اور قرآن سنانا۔ ان کی ہی وساطت سے میں واہ کینٹ میں ہر ماہ کے آخری اتوار کو درس دیتا ہوں۔ الحمد للہ وہ درس بڑا کامیاب ہے۔ ان کا شوق ہے کہ حضرت کی تقریروں کو اور علماء کے درس کو نوٹ کر لیا جائے پھر یہ خود لکھتے ہیں اپنے قلم سے اور اخباروں رسالوں میں بھیجتے ہیں۔ بڑا کام کر رہے ہیں میں اس لئے یہ باتیں کر رہا ہوں کہ مجھے اور آپ کو بھی دیکھ کر یہ شوق پیدا ہو جائے کہ ہم بھی دین کا کام کریں۔ ان بچاروں کا کل روزہ تھا روزہ کھول کے رات کو بس پر یہ اس وقت تشریف لائے جب ہم لوگ سو چکے تھے صرف اس لئے کہ میں صبح کا درس قرآن سن سکوں اور اس کو نوٹ پر کر سکوں۔ اس دفعہ حج پر بھی تشریف لے جا رہے ہیں، اپنی والدہ سمیت سارے بھائی۔ اپنی دعاؤں میں ان کے لئے بھی دعا کرو کہ اللہ تعالیٰ ان کو اور بھی زیادہ دین کا شوق نصیب فرمائے اور اللہ تعالیٰ ان پر ہم پر سب پر رحم وکرم فرمائے اللہ ہم کو بھی نیک اعمال کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

تبصرہ

احکام مال و دولت

مرتبہ حکیم محمد صادق صدیقی۔ سائز ۱۷×۲۷/۱۶ ضخامت ۶۸ صفحات۔ کاغذ سفید۔ لکھائی، چھپائی عمدہ۔ قیمت معہ محصول ڈاک ۷۵ پیسے۔

یہ کتابچہ باب معاملات پر ایک مفید اور کارآمد ذخیرہ معلومات۔ لین، دین اور تجارت کے مختلف تقاضوں کو پورا کرنے کے لئے شرعی احکام کو قرآن وحدیث کی روشنی میں واضح کیا گیا ہے۔ مولف کی محنت اس لئے بھی قابل قدر ہے کہ خریدار اور دکاندار اصحاب جو غلطیاں کرتے ہیں ان کی نشاندہی کر دی گئی ہے اور وہ عام فہم زبان میں خوب ذہن نشین ہو جاتی ہیں۔ عقائد اور عبادات کے بارے میں بکثرت کتابیں اور رسائل شائع کئے جاتے ہیں لیکن معاشرہ کے اس پہلو کو نظر انداز کر دیا جاتا ہے۔ امید ہے تمام درد مند مسلمان اس کی اشاعت میں حصہ لیں گے تاکہ مولف کا مقصد پورا ہو سکے۔

رفیعہ بانو (مالی گاؤں)

عورتوں کے حقوق

مذہب اسلام نے عورتوں کے حقوق کی جتنی حفاظت کی ہے دنیا اس کی نظیر نہیں پیش کر سکتی۔ تاجدار مدینہ حبیب خدا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے پہلے مکہ میں عورتوں کو جو درجہ سوسائٹی میں حاصل تھا اس کو لکھتے ہوئے بھی قلم لرزتا ہے۔ بے چاریوں کو پیدا ہوتے ہی زندہ دفن کر دیا جاتا تھا۔ عورتوں کو طرح طرح کی تکلیفیں دی جاتی تھیں۔ اگر کسی عورت کا شوہر مر جاتا تو اس بے چاری بیوہ سے زندہ رہنے کا حق چھین لیا جاتا تھا۔ اس کو ایک جانور سے بھی بدتر سمجھا جاتا تھا اور کچھ اس قسم کی رسمیں ہندوستان میں رائج تھیں۔ شوہر کے مرتے ہی عورت کو بھی زندہ جلا دیا جاتا تھا۔ اس رسم کو 'ستی' کہتے تھے۔ عورت کے ان تمام مظالم کو یک قلم موقوف کرنے اور مردوں کے پہلو بہ پہلو بٹھانے اور عورتوں کو ان کے جائز حقوق دلانے کے لئے اگر کسی ہستی نے قدم اٹھائے تو وہ مقدس ہستی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں جو کوہ فاران سے ہدایت خداوندی کا چراغ بن کر نمودار ہوئے۔ اس مقدس ہستی نے عورتوں کے حقوق کی جتنی حفاظت کی ہے، دنیا کا کوئی مذہب، کوئی قانون، کوئی تہذیب کوئی تمدن نہیں پیش کر سکتا۔

عورت چھپانے کے قابل ہے، کیونکہ وہ باہر نکلتی ہے تو شیطان غیر مردوں کو اس کی طرف رغبت دلاتا ہے لیکن آج کے موجودہ زمانے میں مغربی تہذیب کی اندھی تقلید نے ہمارے ذہنوں کو بالکل مفلوج کر دیا ہے۔ زمانہ بدل گیا ہے، ہمارے دل ہمارے طور و طریق بدل گئے۔ دنیا وہی ہے، ہم وہی ہیں لیکن ضمیر مردہ ہو چکے ہیں۔ مخلوط تقلید کا دور دورہ ہے۔ عریانیت اپنے شباب پر ہے اور ہماری نسوانیت منہ چھپاتی پھر رہی ہے ملبوسات ایسے ہو گئے ہیں کہ شناخت کرنا مشکل ہے کہ آیا لڑکا ہے یا لڑکی؟ آج اکثر عورتیں یہ بالکل فراموش کر چکی ہیں کہ آقائے نامدار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے حقوق کے لئے ان کی عفت و عصمت کے لئے کوشاں رہے اور ہمیں وہ مقام عطا کیا جو ہمارے شایان شان تھا۔ ہم بہنیں محبوب خدا کی اُن قربانیوں اور ان احسانوں کو بالکل بھول چکی ہیں۔ ہم نے اُنؐ کی محبت کو بھلا دیا ہے۔ ہم سراسر آپؐ کے احکام کی خلاف ورزی کر رہے ہیں لیکن ہمیں ذرا برابر بھی احساس نہیں ہوتا۔ ہمیں دنیا کے دھندوں سے اور فیشن پرستی سے اتنی بھی مہلت نہیں ملتی کہ ہم یہ سوچنے کی تکلیف گوارا کریں۔ ہم جس راہ پر چل رہے ہیں وہ راستہ کونسا ہے؟ ہماری منزل کونسی ہے؟ اور اس کے بعد ہمارا مقام کیا ہے؟ ہمارے فرائض اور ہمارے حقوق کیا ہیں؟ کہ جن کی حفاظت خود شاہ دو جہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی ہے۔

کاش ہماری مائیں اور بہنیں یہ سمجھنے کی کوشش کریں اور عمل کریں۔

نعت

رشید

وہاں کی خاک میں بھی دلکشی ہے
مری منزل مدینہ کی گلی ہے

نظر میں بس گیا ہے سبز گنبد
بہاروں پر ہماری زندگی ہے

خدا دکھلائے گا اک دن مدینہ
اسی امید پر تو زندگی ہے

عطا ہو جائے کاش ان کی غلامی
رشید اپنی یہی تو بندگی ہے

طیبہ کی حاضری

محمد فاروق انجم

طیبہ کی حاضری کی تمنا ہے اور ہم
یہ عشق کا عجیب تماشا ہے اور ہم

ہر منظر حسیں کی حقیقت سمجھ گئے
بس اب نظر میں گنبد خضرا ہے اور ہم

سرشار ہو رہی ہیں مدینہ کی گھاٹیاں
لب پر صدائے بدر علینا ہے اور ہم

آلودہ گناہ ہے انجم مگر ابھی!
ان کی نوازشوں کا سہارا ہے اور ہم

تعارف

انکشافات

(طبع دوم)

تصنیف :- قاری عبدالحمید صاحب
ناشرین :- دار التبلیغ بنوں (مغربی پاکستان)
صفحات :- ۲۰۰- قیمت ۱/۲ ۳ روپے

مندرجہ بالا کتاب پر ان کالموں میں تبصرہ ہو چکا ہے- یہ اس کا دوسرا ایڈیشن ہے جو پہلا ایڈیشن ختم ہونے کے بعد خامیوں سے مبرّا طبع ہوا ہے- اس کتاب میں امیر جماعت اسلامی جناب مودودی صاحب کے دین اور سیاست کا تجزیہ کیا گیا ہے- قارئین کرام جماعت اسلامی کی سیاسی شعبدہ بازیوں سے بالضرور واقف ہوں گے- یہ جماعت جب سے معرض وجود میں آئی ہے کسی ایک عقیدے کی پابند نہیں. نت نئی گل افشانی ہوتی ہے- مولانا کوثر نیازی کی حالیہ علیحدگی اور بیان باقی ماندہ جماعت سے حسن ظن رکھنے والے حضرات کی چشم کشائی کے لئے کافی ہیں- ہر پندرھواں آدمی جماعت کا تنخواہ دار ہے- مجلس شوریٰ کے افراد ماسوائے ایک دو کے سب ملازم جماعت ہیں- انتظامیہ امیر جماعت خود نامزد فرماتے ہیں- ۱۹۴۱ء سے لے کر آج تک کوئی دوسرا آدمی جماعت کی امارت کے لئے تربیت نہیں پا سکا- ہزاروں افراد میں سے صرف ۱۵۰۰ سو افراد کو جماعت میں حق رائے دہندگی ہے حالانکہ بنیادی جمہوریتوں کا نظام بھی کچھ اسی قسم کا ہے، اور جماعت اسلامی کو اس پر سخت اعتراض ہے اور ان سب پر مستزاد جماعت کا اسلامی اقدار و اوامر کے ساتھ تمسخر ہے- جب چاہیں اور جیسا چاہیں فتویٰ وضع کر لیں- پوری تفصیل کے لئے فرصت چاہیئے-

'انکشافات' میں تمام حوالے اور بیانات کا متن موجود ہے جو امیر جماعت موقع بموقع دیتے رہے- کتاب کے مصنف قاری صاحب ایک مشن کے ساتھ اس کام کو سرانجام دے رہے ہیں- کتاب پڑھنے کے لائق ہے اور جماعت کے متعلق جملہ واقفیت سے پر ہے-

ملفوظات طیبات

از:- مشتاق حسین بخاری

ترتیب :- محمد عثمان غنی بی اے
ناشر:- انجمن خدام الدین شیرانوالہ گیٹ لاہور (بار دوم)
صفحات :- ۲۲۴
ہدیہ :- دو روپے

قارئین 'خدام الدین' جناب محمد عثمان غنی صاحب سے بخوبی متعارف ہیں- آپ کے روح پرور اور عشق روحانی سے لبریز رشحات قلم اکثر ان صفحات کی زینت بنتے ہیں، حضرت شیخ التفسیرؒ سے قلبی وابستگی نے انہیں حضرتؒ کے ملفوظات طیبات کو ترتیب دینے پر آمادہ کیا اور آپ نے اس عظیم کار خیر کو کمال حسن عقیدت سے سرانجام دیا پہلا ایڈیشن جو انہوں نے خود ہی طبع کرایا تھا منظر عام پر آتے ہی تشنگان علم و دین کی سیرابی کا باعث بن گیا اب دوسرا ایڈیشن خود ہماری انجمن نے طبع کرایا ہے- اوّلین ایڈیشن میں صرف حضرتؒ کے ملفوظات تھے لیکن موجودہ ایڈیشن میں جناب عثمان غنی صاحب نے کتاب کے شروع میں حضرتؒ کی سیرت پر مشتمل ۲۴۰ صفحات کا اضافہ کیا ہے- حضرت کی سوانح مختصر لیکن انتہائی جامع الفاظ میں بیان کی گئی ہے- آپ کی زندگی کے تمام گوشوں میں روشنی ڈالی ہے. اس طرح کتاب کی افادیت میں گوناں گوں اضافہ ہوا ہے- سچ ہے ؎

دل سے جو بات نکلتی ہے اثر رکھتی ہے

پاک و ہند میں بالعموم اور شہر لاہور میں بالخصوص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سچے شیدائی اور مسند رسول کے سچے وارث کی آواز جو نصف صدی تک گونجی "ملفوظات طیبات" میں اس کا نچوڑ درج کر دیا گیا ہے حضرتؒ ہم میں موجود نہیں ہیں نہ انہوں نے ہمیشہ رہنا تھا لیکن دین حقہ کو ہم تک پہنچا کر انہوں نے اس بلند منصب کا حق ادا کر دیا- میرا دعویٰ ہے کہ اگر کوئی قاری جس کو زندگی میں حضرتؒ کی ایک صحبت بھی نصیب نہ ہوئی ہو اس کتاب کو ادب و احترام سے عمل کی نیت سے پڑھ لے تو اس کی کایا پلٹ ہو سکتی ہے-

انجمن خدام الدین نے حسب روایات سابقہ بہترین کاغذ پر عکسی طباعت کرائی ہے جلد مضبوط، سرورق رنگین اور دیدہ زیب ہے- ہدیہ معمولی صرف اس بنا پر مقرر کیا گیا ہے تاکہ تبلیغ کا حقیقی اثر نمایاں ہو اور خواہشمند حضرات تک یہ کتاب پہنچ سکے- امید کرتا ہوں کہ خدام الدین کے تمام قارئین اس کتاب کو طلب فرمائیں گے

بقیہ:- حضرت مالک بن دینار کی توبہ

نے پوچھا- بیٹی یہ سانپ کیا بلا تھی جو میرے پیچھے لگ گئی تھی اس نے کہا یہ آپ کے بُرے اعمال تھے- آپ نے اس کو اپنے گناہوں سے اتنا قوی کر دیا کہ وہ آپ کو اب جہنم میں کھینچ کر ڈالنے کی فکر میں تھا- میں نے پوچھا وہ سفید پوش بزرگ کون تھے کہنے لگی وہ آپ کے نیک عمل تھے جن کو آپ نے اتنا ضعیف کر دیا کہ وہ اس سانپ کو آپ سے دفع نہ کر سکے- (البتہ اتنی مدد بھی کر دی کہ بچنے کا راستہ بتا دیا) میں نے پوچھا کہ بیٹی تم اس پہاڑ میں کیا کرتی ہو- کہنے لگی کہ ہم سب مسلمانوں کے بچے ہیں- قیامت تک ہم یہاں رہیں گے- آپ کے آنے کے منتظر ہیں- جب آپ سب آئیں گے- تو ہم سفارش کریں گے- اس کے بعد میری آنکھ کھُل گئی تو اس سانپ کی دہشت مجھ پر سوار تھی- میں نے اٹھتے ہی اللہ جلّ شانہٗ کے سامنے توبہ کی اور اپنے بُرے اعمال کو چھوڑ دیا-

حق تعالیٰ شانہٗ اپنے لطف و کرم سے اس ناپاک کو بھی جو ہر وقت معاصی اور دنیا ہی میں غرق رہتا ہے اپنی طرف رجوع کی توفیق عطا فرمائے اور اس ناپاک دنیا سے نفرت کا ذائقہ نصیب فرمائے-

آمین ثم آمین-

— ❊ — ❊ — ❊ —

بقیہ: مجلس ذکر

بے مثال نظر آتے ہیں۔ خون کے پیاسوں کو قبائیں عطا فرماتے ہیں، گالیاں دینے والوں کو دعائیں دیتے ہیں، پتھر مارنے والوں کے لئے ہدایت کی آرزو کرتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ میں مخلوق خدا کے لئے ہلاکت بن کے نہیں آیا بلکہ رحمت بن کے آیا ہوں۔ مکہ فتح ہوتا ہے تو وہ لوگ جنھوں نے تیرہ سال تک تنگ کیا تھا، تکلیفیں پہنچائی تھیں، اذیتوں میں مبتلا کیا تھا، آپؐ پر جور و ستم کی انتہا کر دی تھی، عرصۂ حیات تنگ کر دیا تھا حتیٰ کہ جن کی وجہ سے آپؐ اللہ کا گھر چھوڑنے اور ہجرت کرنے پر مجبور ہو گئے تھے اُن پر بھی ابر رحمت بن کر برستے ہیں، لَا تَثْرِیبَ عَلَیْکُمُ الْیَوْم کا مژدۂ جانفزا سنا کر اُن کی جاں بخشی فرماتے ہیں اور الطاف و عطایا کی انتہا کر دیتے ہیں۔

اللہ! اللہ! یہ اس نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کا طرزِ عمل ہے جس کا اُمتی کہلانے میں ہم فخر محسوس کرتے ہیں، جس کی غلامی کا شرف ہمارے لئے باعثِ صد افتخار و رحمت ہے اور جسے ہم اپنے مال و اولاد اور جان تک سے زیادہ عزیز جانتے ہیں لیکن افسوس ہمارا طرزِ عمل اُن کے سراسر برعکس ہے۔ وہ دشمنوں کے بڑے بڑے قصور بھی معاف کر دینے کے عادی ہیں اور ہم اپنوں کی چھوٹی چھوٹی غلطیوں سے بھی درگزر کرنے کے روادار نہیں۔ وہ خدا کی ساری مخلوق کو مسلمان دیکھنا چاہتے ہیں اور ایذائیں دینے والوں کو بھی دعاؤں سے نوازتے ہیں لیکن ہم اپنوں کو بھی کافر کہنے کے درپے رہتے ہیں اور مخالفین پر طعن و تشنیع اور طنز کرنا ہی کمالِ تبلیغ خیال کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تابعداری کرنے کی توفیق دے اور اخلاق نبوی سے حصۂ وافر عطا فرمائے۔ آمین

حضرت شیخ التفسیر قدس سرہٗ کا طرزِ عمل

بہر حال یہ عرض کرنا مقصود تھا کہ دعوت الی اللہ دینے والوں کا طرزِ عمل نہایت عمدہ اور احسن ہونا چاہیئے۔ خود حضرت رحمۃ اللہ علیہ کا طرزِ عمل ہمارے سامنے ہے۔ ابتدا میں جب حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے تبلیغ دین کا کام شروع کیا تو جیسا کہ شروع سے چلا آتا ہے کہ لوگ اہل حق کی مخالفت کیا کرتے ہیں یہاں کے لوگوں نے بھی شدت سے حضرتؒ کی مخالفت شروع کر دی۔ محلہ کے لوگ بھی عداوت رکھنے لگے۔ مخالف مولویوں کو بلا بلا کر وعظ کہلواتے۔ حضرتؒ کی مخالفت میں تقریریں کرواتے اور حضرت رحمۃ اللہ علیہ کو سلام کا جواب دینا بھی گوارا نہ کرتے لیکن حضرتؒ نے حوصلہ نہ ہارا، کبھی ترش رُو نہ ہوئے، تندخوئی کو پاس بھی نہ پھٹکنے دیا، صبر و ضبط سے اپنا مشن جاری رکھا، اپنے آقا و مولا جناب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کے مطابق ہر ایک سے خوش خلقی سے پیش آتے رہے، جو آپ کو ایک نظر دیکھنا بھی پسند نہ کرتے تھے اور سلام کا جواب دینے سے بھی کنی کتراتے اور بُرا بھلا کہتے تھے انہیں بھی سلام کرتے اور ان کے ساتھ ہمیشہ محبت اور خندہ پیشانی سے پیش آتے۔ چنانچہ نتیجہ ہم نے اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا کہ وہی لوگ جو حضرت رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھ کر راستہ چھوڑ جایا کرتے تھے حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے سچے شیدائی اور جاں نثار بن گئے۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ راستہ سے گزرتے تو وہ آپ کو دور سے آتا دیکھ کر تعظیماً کھڑے ہو جاتے اور سلام نیاز مندانہ پیش کرتے وقت اُن کی زبانیں نہ تھکتیں۔ سر تا پا نیاز ہو کر حضرتؒ سے مصافحہ کرتے اور آپ کو ایک آنکھ دیکھنا اپنے لئے وجہ سعادت اور باعث خیر و برکت سمجھتے۔ لیکن حضرت رحمۃ اللہ علیہ کا یہ حال تھا اور یہ آپ کا اخلاق کریمانہ تھا کہ اب جس راستہ میں وہ بیٹھے ہوتے اُس راستہ سے نہ گزرتے تاکہ انہیں کھڑا ہونے کی تکلیف نہ ہو۔ لمبا راستہ طے کر کے گھر جاتے لیکن انہیں تکلیف دینا مناسب نہ سمجھتے حالانکہ وہ لوگ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی تعظیم کرنا اور اُن کی زیارت سے مشرف ہونا اپنے لئے موجب صد افتخار و سعادت اور باعثِ رحمت و برکت سمجھتے تھے۔ اب بھی وہ لوگ زندہ ہیں اور حضرت رحمۃ اللہ علیہ کا ذکر نہایت ادب و احترام سے کرتے ہیں، اُن کے ملفوظات طیبات کو حرزِ جاں بنائے ہوئے ہیں، حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے فضائل و شمائل بیان کرنے میں رطب اللسان رہتے ہیں اور جہاں حضرت رحمۃ اللہ علیہ کا تذکرہ آیا اُن کی آنکھیں فرط محبت اور جوشِ عقیدت سے ساون بھادوں کی جھڑیوں کا منظر پیش کرنے لگتی ہے۔ خود مجھ ایسے ناکارہ اور سیاہ کار سے اُن کا یہ معاملہ ہے کہ اب حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی وجہ سے وہ مجھ سے بھی ادب اور محبت کے ساتھ ملتے ہیں اور مجلس ذکر تک میں اکثر شریک ہوتے ہیں۔ غرض یہ سب کچھ حسنِ اخلاق، نرم خوئی اور خلوص و للہیت کا صدقہ ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے کامل اتباع کی کرشمہ کاریاں ہیں، محبت والفت اور شفقت علی المخلوق کی سحر طرازیاں ہیں اور کتاب و سنت کی تعلیمات پر عمل کا اعجاز ہے اللہ تعالیٰ ہم کو بھی حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے نقش قدم پر چل کر خوش خلقی سے دعوت الی اللہ دینے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

یاد رکھیئے! چراغ سے چراغ جلتا ہے۔ خربوزہ کو دیکھ کر خربوزہ رنگ پکڑتا ہے اسی طرح آدمی فقط آدمی ہی بناتے ہیں۔ انسانیت اللہ والوں کی صحبت میں آتی ہے ؎

کورس صرف لفظ ہی سکھاتے ہیں
آدمی، آدمی بناتے ہیں

اللہ تعالیٰ ہمیں اللہ والوں کی صحبت میں بیٹھ کر اکتساب فیض کرنے کی توفیق دے۔ اپنے اکابر امام ربانی حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی، حضرت نانوتوی، حضرت شیخ مدنی، حضرت تھانوی، حضرت دین پوری، حضرت امروٹی، حضرت میاں اصغر حسین صاحب حضرت انور شاہ صاحب، حضرت لاہوری، حضرت رائے پوری، حضرت وال بھچروی، اور دیگر بزرگان دین رحمہم اللہ علیہم اجمعین کے نقش قدم پر چل کر دین حق کی تبلیغ و اشاعت اور دعوت الی اللہ دینے کی توفیق عطا فرمائے۔

آمین۔ یا الٰہ العالمین

داخلے و اعلانات

آزاد کشمیر کے مدارس میں سے دارالعلوم تعلیم القرآن پلندری کو خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے مرکزی حیثیت حاصل ہے۔ عام طلبہ کو عمومیت سے اور دورہ حدیث کے طلبہ کو جو خصوصیت سے علم حدیث سے کماحقہ فیض یاب ہونا چاہیں وہ ذیقعدہ ۱۳۸۴ھ کے آخر تک مدرسہ ہذا میں حاضر ہو جائیں یا کہ اپنی درخواستیں بھیج دیں۔

(مولانا محمد صادق المعلن ناظم اعلیٰ دارالعلوم تعلیم القرآن پلندری ضلع پونچھ آزاد کشمیر)

مدرسہ دارالفیوض المحمدیہ دادو کے طلباء نے ایک اپنی انجمن قائم کی ہے جس کا مقصد دین کا صحیح طور پر لوگوں کے سامنے پیش کرنا ہے۔ انجمن میں حسب ذیل عہدہ دار منتخب ہوئے۔ (۱) صدر مولوی حبیب الرحمٰن شاہ صاحب ھزاردی۔ (۲) نائب صدر مولوی حبیب الرحمٰن صاحب بردھی۔ (۳) ناظم اعلیٰ مولوی فیض محمد صاحب بروھی (۴) نائب ناظم مولوی خالد محمود صاحب ھزاردی (۵) خزانچی مولوی عبدالغفور صاحب سندھی۔

(ناظم انجمن طلباء مدرسہ دارالفیوض دادو شہر)

ملتان محلہ فریدآباد میں مدرسہ عربیہ ضیاء العلوم کا قیام عمل میں آیا ہے اس ادارہ میں قرآن مجید حفظ و ناظرہ کے علاوہ ابتدائی عربی و فارسی کی تعلیم دی جائے گی اس ادارہ کی مجلس شوریٰ مولانا علامہ دوست محمد صاحب قریشی مولانا قاسم الدین صاحب مولانا قاری عبدالحئی صاحب عابد وغیرہ شامل ہیں۔ اس ادارہ کے نگران اعلیٰ حضرت مولانا محمد ضیاء القاسمی صاحب ہیں۔

---

۱۷ مارچ کو پرواز کرنے والے طیارہ پر سوار ہونے کے لئے ۱۰ مارچ کو عازم کراچی ہو جاؤں گا۔

احباب و متعلقین اور خط و کتابت کرنے والے حضرات مطلع رہیں۔

(محمد اکرم قادری الاشعری فاضل خطیب مدینہ)
جھیڈو چشتیاں

سالانہ تبلیغی کانفرنس ۲۰، ۲۱ ذیقعدہ ۸۴ھ ۲۴، ۲۵ مارچ کو ہو گی۔

(محمد علی سمندری، ضلع لائلپور)

مورخہ ۵، ۶ ذی الحجہ ۱۳۸۴ھ مطابق ۸، ۹ اپریل ۱۹۶۵ء بروز جمعرات، جمعہ مدرسہ کا عظیم الشان جلسہ منعقد ہونا قرار پایا جس میں بعض فارغ شدہ طلبہ کی دستار بندی بھی ہو گی۔ مبلغین نے تشریف آوری کا وعدہ فرمایا ہے

(از جانب اراکین مدرسہ دارالفیوض کندھ کوٹ)
ضلع جیکب آباد سندھ

لاہور۔ ۲۸ فروری گذشتہ جمعہ جامع مسجد نہر والی گنج مغلپورہ کے جناب مولانا قاری عبدالحئی عابد کے ہاتھ پر انور مسیح ولد برکت مسیح نے اسلام قبول کیا جس کا اسلامی نام محمد انور رکھا گیا۔

(چوہدری محمد اسلم عابد گنج مغلپورہ لاہور)

ضلع ہزارہ تحصیل مانسہرہ شہر داتہ کے زیریں حصہ کی جامع مسجد میں مجلس ترتیل القرآن کے زیر اہتمام مدرسہ ترتیل القرآن کا قیام عمل میں لایا گیا ہے جس کا افتتاحی جلسہ ۱۳ مارچ بروز ہفتہ بعد از نماز عشا منعقد ہو رہا ہے۔ جس میں مانسہرہ ایبٹ آباد، ہری پور اور راولپنڈی کے مشہور علماء و قراء شرکت فرما رہے ہیں۔

ناظم مجلس ترتیل القرآن شہر داتہ

گکھڑ منڈی میں قاری کلاس کے لئے ایک تجربہ کار اور مستند قاری صاحب کی ضرورت ہے۔ جو تجوید کی کتابیں پڑھا سکیں۔ اور خوب مشق بھی کرا سکیں۔ تنخواہ اڑھائی سو روپیہ ہو گی انشاء اللہ۔

پختہ قسم کے حافظ قرآن طلبہ فوراً داخلہ حاصل کریں۔ صرف و نحو، ترجمہ قرآن۔ حدیث وغیرہ بھی شامل نصاب ہوں گے انشاء اللہ

جناب حاجی اللہ دتہ بٹ صاحب، بٹ ہوزری فیکٹری
ضلع گوجرانوالہ

انشاء اللہ ۲، ۳، ۴ اپریل ۱۹۶۵ء بروز جمعہ، ہفتہ، اتوار کو سابقہ روایات کے مطابق بڑے تزک و احتشام سے منعقد ہو رہا ہے جس میں ملک بھر کے مقتدر علماء کرام جمعیۃ علماء اسلام کے راہنما اور شعراء اسلام شرکت کر رہے ہیں، احباب تاریخیں نوٹ فرمالیں۔

مولانا عبداللطیف مہتمم مدرسہ حنفیہ تعلیم الاسلام
جامع مسجد گنبد والی جہلم

ترجمہ قرآن و تفسیر کے خواہش مند حضرات پینتیس ۳۵ روپے ہدیہ اور چار روپے محصول ڈاک وغیرہ کل انتالیس ۳۹ روپے "محمد ادریس صاحب ہاشمی انارکلی ۱۳۱ لاہور" کے نام منی آرڈر کی ابتدائی رسید لفافہ میں بند کر کے "مینجر صاحب دینی بکڈپو اردو بازار جامع مسجد دھلی" کو بھیج دیں۔ اپنا پتہ لفافہ میں صاف اور خوشخط لکھیں۔ قرآن مجید دو حصوں میں مجلد بذریعہ رجسٹری آ جائے گا۔

(محمد عبداللہ خطیب مسجد طویلہ گیٹ بھکو ضلع میانوالی)

---

۲۰ فروری جامع مسجد محمدیہ کے عظیم اجتماع میں مولانا محمد علی جانباز نے دوران تقریر میں چند مطالبات پیش کئے جن کو تمام سامعین نے سرگرمی سے پاس کیا۔

۱۔ اسلامیان سمندری کا یہ اجتماع برطانوی مصنف کی کتاب لونگ ورلڈ آف ہسٹری جس میں سرور کونین حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کی گئی ہے ضبط کیا جائے۔

۲۔ لائل پور گورونانک پورہ میں ایک بدکردار شخص نے قرآن کریم کی بے حرمتی کی ہے اُس کو سخت سے سخت سزا دی جائے۔

۳۔ سمندری اور اُس کے گرد و نواح میں کسی جگہ پر سینما تعمیر کرنے کی اجازت نہ دی جائے۔

(از ناظم نشر و اشاعت سمندری ضلع لائلپور)

مدرسہ عربیہ ضیاء العلوم محلہ فریدآباد لوہاری گیٹ ملتان کا داخلہ شروع ہے۔ دین پسند افراد سے درخواست ہے وہ اس صدقہ جاریہ میں حصہ لیں۔

منظور احمد شاہ کہروڑی مہتمم مدرسہ عربیہ ضیاء العلوم فریدآباد لوہاری گیٹ ملتان

بقیہ :- خطبہ جمعۃ المبارک

اَخْلَاقًا وَ اِنَّ اَبْغَضَکُمْ وَاَبْعَدَکُمْ مِنِّیْ مَجْلِسًا یَّوْمَ الْقِیٰمَۃِ الثَّرْثَارُوْنَ وَ الْمُتَشَدِّقُوْنَ وَ الْمُتَفَیْھِقُوْنَ ہ

ترجمہ :- قیامت کے دن تم میں سے وہ شخص مجھے پیارا اور میرے دربار میں مجھ سے قریب تر ہو گا جو اچھے اخلاق والا ہے مگر چبا چبا کر باتیں بنانے والے، خوش کلامی جتانے والے، اپنی خوش گپیّ سے دوسروں کو تھکا دینے والے مجھے ناپسند ہوں گے، اور دربار میں دور تر بھی ہوں گے۔

علاوہ ازیں حدیث شریف میں آتا ہے کہ اچھے خلق والا اس درجہ کو حاصل کر لیتا ہے جو نفلی عبادت اور نفلی روزہ رکھنے والے کا ہوتا ہے۔

حاصل ان تمام حدیثِ مبارکہ سے یہ نکلا کہ تکمیل ایمان، قربِ رسول اور پسندیدگیٔ مالک کے مدارج کا دارومدار اخلاق حسنہ پر ہے۔

اسی لئے اسلام، پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم اور خود خداوند قدوس جل شانہٗ نے بنی نوع انسان سے ہمدردی اور خلق سے پیش آنے کی الہامی تعلیم دی۔ پابندی کے ساتھ حقوق العباد ادا کرنے کی سختی سے تاکید کی اور جانوروں تک کے ساتھ حسنِ سلوک کا درسِ عظیم دیا۔

بزرگانِ محترم!

اسلام کی اَن گنت خوبیوں میں یہ بھی ایک نمایاں خوبی اور کمال کی بات ہے کہ اس نے نہایت تھوڑے سے عرصہ میں ساری دنیا میں انقلاب برپا کر دیا اور تمام انسانیت کو ظلمت اور گمراہی کے گڑھے سے نکال کر نورِ ہدایت کی بلندیوں پر لا کھڑا کیا۔ اس کا باعث اسلامی تعلیمات کی روح اور یہی اخلاق و محبت کی سحرکاری ہے

غور فرمائیے! آج سے پورے چودہ سو سال پہلے جب کہ نہ بجلی تھی نہ ریڈیو، ٹیلی ویژن تھا نہ ٹیلیگرام کا انتظام، سامانِ رسل و رسائل کی بہتات تھی نہ ذرائع آمدورفت کی فراوانی۔ اُن حالات میں پیغامِ حق کا اقصائے عالم میں پھیل جانا، اور دشت و جبل کا توحیدِ خداوندی سے گونج اٹھنا مسلمان مبلغین کے میٹھے میٹھے ارشادات، حسنِ کردار اور عظمت اخلاق کا کرشمہ نہیں تو اور کیا تھا؟ لیکن افسوس صد افسوس کہ مسلمانوں نے اب قرآنی تعلیمات اور ارشاداتِ نبویؐ کو پسِ پشت ڈال دیا ہے۔ تعلیماتِ اسلامی سے روگردانی کر لی ہے اور یہی مسلمان جو کبھی اخلاق و محبت کا سرچشمہ اور مہر و وفا کا پتلا تھا، آج دامن اخلاق و محبت کو چھوڑ چکا ہے اور مہر و وفا کی روایات کہنہ سے منہ موڑ کر خدا کی رسی سے رشتہ توڑ چکا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جہاں دیکھو اور جس طرف نظر اٹھاؤ بد اخلاقی اور فتنہ و فساد کی آندھی دکھائی دے گی۔ غیروں کے ساتھ تو حسنِ سلوک کا کیا تذکرہ؟ باپ بیٹے کا اور بیٹا باپ کا دشمن ہوتا ہے بھائیوں میں اتفاق و محبت ناپید ہے، ہمسایہ دوسرے ہمسایہ کو روٹی کھاتا دیکھ کر خوش نہیں ہوتا، علماء و واعظین کا حال یہ ہے کہ ان کی زبانیں تکفیر کے فتوے گھڑنے کی ٹکسالیں بن چکی ہیں۔ رواداری و محبت کا نام و نشان اُٹھ گیا ہے، اخلاق و محبت کے تمام ضابطے بھلا دیئے گئے ہیں اور دِل خوفِ خدا اور فکرِ آخرت سے یکسر خالی ہو چکے ہیں۔

اندازہ فرمایئے! جس دین نے غیروں تک سے رواداری اور حسنِ سلوک کی تعلیم دی، جس کی تعلیمات نے صدیوں کی عداوتیں اور رقابتیں ختم کر کے رکھ دیں۔ اور جس نے خون کے پیاسوں کو باہم شیر و شکر کر دیا آج اسی دین کے نام لیوا آپس میں دست و گریباں ہیں اور محبت و اخلاق کے تمام ضابطے نظر انداز کر چکے ہیں۔ یہ شرم و غیرت اور ڈوب مرنے کی بات نہیں تو اور کیا ہے۔ حیف صد حیف کہ وہ قوم جس کے دامن سے غیروں نے جھولیاں بھریں آج خود خالی دامن ہے۔

برادرانِ اسلام!

آیئے ان تمام عاداتِ قبیحہ سے توبہ کر لیں۔ بد اخلاقیوں، بد عنوانیوں اور خود غرضیوں سے باز آ جائیں اور اپنے ماضی کی طرف لوٹ چلیں۔ قرنِ اوّل کے مسلمانوں کی صحبتوں سے فائدہ اٹھائیں۔ خود کو اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے نقشِ قدم پر چلانے کی کوشش کریں اور اخوت و محبت، الفت اور مہر و وفا کی وہی یادیں تازہ کریں جو کبھی مسلمانوں کا شعار اور طرۂ امتیاز رہی ہیں ——— اللہ تعالیٰ ہم سب کو مہر و وفا کا چلتا پھرتا نمونہ بنائے - آمین

کلماتِ طیباتِ

——— مرتبہ ہارون رشید

حضرت ابو بکر صدیق رضؓ

نے ایک روز اپنے خطبہ میں فرمایا کہ: "وہ حسین کہاں گئے جن کے چہرے خوب صورت تھے جن کو اپنی جوانی پر ناز تھا۔ وہ بادشاہ کہاں گئے جنھوں نے شہر آباد کئے تھے، قلعے بنائے تھے۔ وہ بہادر کہاں گئے جو میدان جنگ میں ہمیشہ غالب رہتے تھے۔ زمانے نے ان کو ہلاک کر دیا اور وہ قبر کی تاریکیوں میں پڑے ہوتے ہیں۔"

فرمایا کرتے تھے "خبردار کوئی شخص کسی مسلمان کو حقیر نہ سمجھے کیونکہ چھوٹے درجہ کا مسلمان بھی اللہ کے نزدیک بڑا ہے۔"

فرمایا کرتے تھے "اے اللہ کے بندو آپس میں قطع تعلق نہ رکھو، بُغض نہ رکھو۔ ایک دوسرے پر حسد نہ کرو اور بھائی بھائی ہو کے رہو، جیسا کہ اللہ نے حکم دیا ہے۔

حضرت عمر فاروق رضؓ

فرماتے تھے کہ:

"تین چیزیں تیرے بھائی کے دل میں تیری محبت قائم کر دیں گی (۱) جب ملاقات ہو تو سلام کرنے میں ابتدا کرنا (۲) اس کے ناموں میں جو اسے زیادہ پسند ہو اسی نام سے اس کو پکارنا (۳) محفل میں اس کے لئے جگہ کشادہ کرنا۔"

فرماتے تھے "جب کوئی بندہ اللہ

کے لیے تواضع کرتا ہے تو اللہ اس کی حکمت کو بلند کر دیتا ہے وہ اپنی نظر میں حقیر ہوتا ہے مگر لوگوں میں اس کی عزت ہوتی ہے۔"

ایک شخص کو آپ نے نصیحت کی اور فرمایا وہ کام کیا کرو کہ اگر تم کو اس کام میں کوئی دیکھ لے تو تم کو ناگوار نہ ہو۔"

حضرت عثمان رضؓ

فرمایا کرتے تھے کہ "اللہ کے ساتھ تجارت کرو تو بہت نفع ہوگا۔"

فرماتے تھے کہ "بندگی اس کو کہتے ہیں کہ احکام الٰہی کی حفاظت کرے اور جو عہد کسی سے کرے اُس کو پورا کرے اور جو کچھ مل جائے اس پر راضی رہے اور جو نہ ملے اس پر صبر کرے۔" فرماتے تھے کہ دنیا کی فکر کرنے سے تاریکی پیدا ہوتی ہے اور آخرت کی فکر کرنے سے روشنی پیدا ہوتی ہے۔

فرماتے تھے کہ "دنیا جس کے لئے قید خانہ ہو قبر اس کے لئے باعث راحت ہوگی۔"

حضرت علیؓ

فرماتے تھے کہ "بندہ کو چاہیئے کہ سوا اپنے رب کے کسی سے امید نہ رکھے، اور اپنے گناہوں کے سوا کسی چیز کا خوف نہ کرے۔" فرماتے تھے۔ "جو کسی بات کو نہ جانتا ہو اس کے سیکھنے میں شرم نہ کرنی چاہیئے۔ جب کسی سے ایسا مسئلہ پوچھا جائے جس کا اسے علم نہ ہو تو اس کو بے تکلف کہہ دینا چاہیئے اللہ اعلم۔

ایک روز آپ قبرستان میں بیٹھے تھے کسی نے کہا کہ "اے ابوالحسنؓ آپ یہاں کیوں بیٹھے ہیں" تو فرمایا کہ "میں ان لوگوں کو بہت اچھا ہم نشین پاتا ہوں جو کسی کی بدگوئی نہیں کرتے اور آخرت کی یاد دلاتے ہیں۔"

بقیہ: حضورؐ کی وصیت

تھے اور حضور اقدسؐ کو جن اعمال کو کرتے دیکھا تھا اور جو اقوال آپ سے سُنے تھے اسی میں مدار نجات سمجھتے تھے ہم کو بھی اُن ہی کا طریقہ اختیار کرنا چاہیئے حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کا ارشاد ہے۔

"جسے اپنے لیئے اعتقاد اور عمل کا طریقہ اختیار کرنا ہو اُسے چاہیئے کہ اُن ہستیوں کا طریقہ اختیار کرے جو حضور اقدسؐ کے طریقہ پر اس دُنیا سے جا چکے۔ یہ حضرات رسول کریمؐ کے صحابی تھے جو ساری اُمت سے افضل تھے اُن کے دل ساری اُمت کے دِلوں سے نیک تھے اور اُن کا علم ساری اُمت کے علم سے گہرا تھا اور تکلف میں وہ سب سے کم تھے اُن کو اللہ نے اپنے نبیؐ کی صحبت کے لئے چنا اور اپنا دِین قائم کرنے کے لئے اختیار فرمایا لہذا ان کی فضیلت پہچانو اور اُن کے نشان قدم کا اتباع کرو اور جہاں تک ہوسکے اُن کے اخلاق و عادات کو پکڑے رہو کیونکہ وہ راہِ مُستقیم پر تھے۔"

لہذا ہر جماعت کو اسی اصول پر پرکھ لیا جائے کہ وہ حضور اقدسؐ اور آپ کے جاں نثاروں کے طریقہ پر ہے یا نہیں؟ جو اپنے محبوب کی ہر ادا محفوظ رکھنے اور اس کے مُطابق عمل پیرا ہونے میں اپنی نظیر آپ تھے یہ ایک ایسی کسوٹی ہے جو کھرے کھوٹے کو ممتاز کر کے علیحدہ بنا سکتی ہے۔

بعض لوگوں نے بکثرت ایسی رسوم نکال رکھی ہیں جن کی شریعت میں کوئی اصل نہیں۔ اسی کو اصطلاح شریعت میں بدعت کہتے ہیں۔

بدعت بہت بُری بلا ہے جو لوگ بدعت میں مبتلا ہوتے ہیں اُن سے سُنت کا نور اور اُس کی برکات سلب کر لی جاتی ہیں اور سُنت سے اُن کو محروم کر دیا جاتا ہے۔ دِین کی خدمت کی سعادت اُن کے نصیب میں نہیں رہتی۔

جو لوگ دین سمجھ کر ان رسوم و بدعات کے فریب میں مبتلا ہیں ہم اُن کو حضور اکرمؐ کا ارشاد مبارک کُلُّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ کی طرف توجہ دلا کر اس مضمون کو ختم کرتے ہیں۔ وَیَهْدِیْ مَنْ یَّشَآءُ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ ۝

(از مولانا عاشق الٰہی میرٹھی)

۱۲ مارچ ۱۹۶۵
67545

رجسٹرڈ ایل نمبر
نمبر ۶۰۴۷

Weekly ''KHUDDAMMUDDIN''
LAHORE (PAKISTAN)

چیف ایڈیٹر
عبید اللہ انور

منظور شدہ محکمہ تعلیم" لاہور بحکم بذریعہ چٹھی نمبری G/۱۶۳۲۱ مورخہ ۳ مئی ۱۹۵۶ء پشاور بحکم بذریعہ چٹھی نمبری T.B.C ۲۷۳۰، ۲۸۱ مورخہ ۲۷ ستمبر ۱۹۵۶ء

حضرت شفیق جونپوری مرحوم

سن اے جانِ حیاداری

سن اے شہ نازِ خاتونِ حرم جانِ حیاداری
مبارک ہے تری پاکیزگی تیری خوش اطواری
بطرزِ مریمؑ و زینبؓ تری تہذیب ہے پیاری
ترے کردار کے لائق نہیں مغرب کی فنکاری

سن اے تمکین و اندازِ حیا سے دیکھنے والی
تری غیرت میں مضمر ہے تری شانِ خوش اقبالی

تجھے معلوم ہے تصویرِ عفت تجھ کو کہتے ہیں
ترا وہ مرتبہ ہے اپنی عزت تجھ کو کہتے ہیں
تجھے پردہ مبارک ہو کہ عورت تجھ کو کہتے ہیں
جو گلشن سے نہ باہر ہو وہ نکہت تجھ کو کہتے ہیں

حریمِ ناز ہے تیری یہ گھر کی چار دیواری
جسے کہتے ہیں زنداں آجکل رندانِ بازاری

جو نامحرم کے کمروں میں تری تصویر ہوتی ہے
نسائیت کو اس سے کون سی توقیر ہوتی ہے
زیادہ سے زیادہ حسن کی تشہیر ہوتی ہے
دلوں پر جو نہ ہونی چاہیئے تاثیر ہوتی ہے

کنیزِ مصطفےٰ زیبا نہیں رنگِ عجم تجھ کو
حجازی شان رکھ کہتے ہیں خاتونِ حرم تجھ کو

وہ ناداں ہیں جو تجھ کو رونقِ محفل سمجھتے ہیں
تجھے ہم شمعِ خلوت زینتِ محمل سمجھتے ہیں
بشرطِ حسنِ عصمت قدر کے قابل سمجھتے ہیں
اور اپنی جان اپنی روح اپنا دل سمجھتے ہیں

جو پردے کے مخالف ہیں نہ اُن کے دام میں آنا
بُرا ہے تیرا مُنہ کھولے ہجومِ عام میں آنا

فیروز سنز لمیٹڈ لاہور میں زیر اہتمام مولانا عبید اللہ انور پرنٹر اینڈ پبلشر چھپا اور دفتر خدام الدین اندرون شیرانوالہ دروازہ لاہور سے شائع ہوا۔